احمد اقبال

سنگِ یشب کے چار نوادروانگ کے سرہانے نیم ہلالی شکل میں رکھے ہوئے تھے اور سنگِ یشب کا پانچواں ٹکڑا جو کہ خنجر کی شکل کا تھا اس کی لاش کے سینے میں پیوست تھا۔ یہ خنجر آرٹ کا محض ایک نادر نمونہ نہیں تھا، نہ یہ محض آلۂ قتل تھا۔ اس خنجر کی کیا اہمیت تھی اور وہ چار نوادر ایک لاش کے گرد کیوں سجائے گئے تھے؟ یہ اور اسی نوعیت کے دیگر مسائل کا حل آپ کو جون بال JOHN BALL کے ناول FIVE PIECES OF JADE کے صفحات میں ملے گا۔ بلکہ شاید یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ ان مسائل کا حل آپ کو ناول کے آخری صفحے پر ملے گا۔

—— زاہدہ حنا

پھندے

کی اوٹ سے "یومی" نے پوسٹ مین کو آتے دیکھا۔ آج — شاید آج وہ چیز آجائے جس کا مسٹر وانگ کو اتنی بے قراری سے انتظار تھا۔ اسے پردے ہٹا کر کھڑکی کھولنے کی اجازت نہ تھی اور وہ مسٹر وانگ کے احکامات کی خلاف ورزی کی جرأت نہ کرسکتی تھی۔ یومی کا دل روشنی کے لئے اور کھلی ہوا کے لئے اور نظارے کے لئے ترستا تھا۔ باہر وہ خود نہیں جانا چاہتی تھی۔ ان لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کے لئے جو امریکہ کے مغربی ساحل پر آباد اس شہر میں مشرق بعید کا روایتی حسن دیکھ کر تجسس کا شکار ہو جاتے تھے۔ سیاہ آنکھیں اور سیاہ بال اس کا نسلی ورثہ تھے۔ جسم کے نشیب و فراز میں آب و ہوا اور ماحول کی صناعی نے دلکشی کا رنگ بھرا تھا۔ صحت اور قد و قامت میں وہ عام زرد رو دبلی پتلی پستہ قد چینی لڑکیوں سے بہت بہتر تھی اور حسن کے اس متوازن امتزاج نے یومی کو تیئیس برس کی عمر میں دلربائی کا وہ پیکر اور ایسا نظر نواز شاہکار بنادیا تھا جس کی نمائش مصلحت کے تقاضوں کے خلاف تھی۔ اسکے لئے اپنے حسن کو گمنامی کے پردے میں مستور رکھنا ضرورت بن گیا تھا۔

یومی نے رسید پر دستخط کرکے پارسل لے لیا اور اپنے تجسس اور اضطراب کے باوجود نہایت سکون سے پارسل کو دونوں ہاتھوں میں احتیاط سے سنبھال کر وانگ کے کمرے کا رخ کیا۔ گتے کے اس ڈبے کو کسٹم والوں نے کھول کر بند کیا تھا چنانچہ کسی زخمی بدن کی طرح اس پر جگہ جگہ اسکاچ ٹیپ کی پیوند کاری تھی۔ سنگاپور کی مہر کے علاوہ ڈبے کے ساتھ متعدد دیگر کاغذات اور رسیدیں منسلک تھیں پارسل کا وزن خاصا تھا۔ یومی نے اسے وانگ کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ ستر سالہ وانگ صرف ریشمی گاؤن پہنے بیٹھا تھا۔ "باورچی خانے میں سے آؤ۔" وہ پھرتی سے اٹھتے ہوئے بولا۔ یومی نے تعمیل کی ہرا! آنے والے کاغذات دیکھ کر وانگ کے ہاتھوں نے بڑی مہارت سے ڈبے پر لپٹی ہوئی رسی کو کھولا اور کاغذ ہٹادیا۔ گتے کے اندر سے لکڑی کا ایک نسبتاً چھوٹا باکس نکل آیا۔ اس پر بھی احتیاطاً وانگ کا پورا پتا لکھدیا گیا تھا۔ کاغذات میں "محکمہ آثار قدیمہ نوادرات" کا دیا ہوا سرٹیفکیٹ بھی تھا جس کے باعث پارسل پر محصول معاف ہوگیا تھا لیکن بات محصول کی نہیں تھی۔ اس پابندی کی تھی جو ایسی نادر اشیاء کے لانے لے جانے پر عائد تھی اور یہ سرٹیفکیٹ وہ اجازت نامہ تھا جس کے بغیر پارسل وانگ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وانگ نے چھوٹی سی ہتھوڑی کی مدد سے بکس میں جڑی ہوئی کیلیں نکالنی شروع کیں چند منٹ میں اسکا تار بھی کھل گیا اور اندر سے دوسرا باکس نکلا جو کچھ چھوٹا تھا۔ اسکے گرد بھی کاغذ لپٹے ہوئے تھے اور کناروں پر کیلیں جڑی ہوئی تھیں لیکن وانگ کی طرح یومی کو بھی علم تھا کہ اصل چیز اس کے اندر والے ڈبے میں بند ہے۔ اندر والا ڈبہ تقریباً ایک فٹ لمبا اور چھ انچ چوڑا تھا۔ ڈھکن سمیت اسکی اونچائی چار انچ تھی۔ اندرکی سطح پر سفید چمکیلی ساٹن کا استر تھا اور نچلے ابھرے ہوئے حصے پر نرم گدا سا بنا ہوا تھا۔ اس پر دس انچ لمبا ہلکے پیلے رنگ کے پتھر کا بنا ہوا خنجر رکھا تھا۔ خنجر کے کناروں کی شکستگی اسکی قدامت کا ثبوت تھی۔ وانگ کا چہرہ فرط مسرت سے گلنار ہو رہا تھا۔ اس نے بڑی احتیاط سے خنجر کو اٹھایا۔ "کیا تمہیں معلوم ہے۔ یہ کتنی نایاب اور قدیم چیز ہے؟" وہ خنجر کو فخر و مسرت سے دیکھتے ہوئے بولا۔ یومی نے نفی میں سر ہلا دیا۔ لیکن وانگ نے نہیں دیکھا۔ "اسے یا چانگ کہتے ہیں۔ یہ علامتی خنجر چین میں فوج کی کمان کرنے والوں کے پاس رہتا تھا۔ بعد میں نقالوں نے اس جیسی بہت سی چیزیں بنائیں مگر یومی۔ یہ نقل نہیں اصل ہے۔ 'ہن خاندان' سے قبل چین پر 'چو خاندان' حکمران تھا۔ ہزاروں سال قبل مسیح کا یہ تاریخی خنجر اسی دور کی یادگار ہے۔" یومی نے اس بدنما خنجر کو لے لیا اور تعریفی نظروں سے اس میں حسن تلاش کرنے لگی وانگ خوش تھا تو یہ ضروری تھا کہ وہ بھی خوش نظر آئے۔ یہ اس کا اخلاقی فرض بھی تھا کیونکہ اس کی اپنی زندگی میں ہر خوشی کا وجود وانگ کا مرہون منت تھا۔

"یومی —" وانگ نے خنجر کو بڑی نرمی سے لے لیا۔ "ہمارا خزانہ اس کے بغیر نامکمل تھا۔" پھر اس نے خنجر کو ساٹن کے نرم گدے پر رکھا اور بکس بند کرکے اٹھالیا۔ یومی اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ عقبی حصے میں چند سیڑھیاں اترنے کے بعد تہہ خانہ تھا۔ جہاں ہر وقت رات کی تاریکی رہتی تھی۔ یومی نے ایک بٹن دبایا تو پورا عجائب خانہ منور ہوگیا طویل و عریض ہال کی چاروں دیواریں سنگتراشی کے نادر نمونوں سے مزین تھیں۔ ان میں سنگ مرمر لعل و یاقوت۔ زمرد اور نیلم ہر قسم کے قیمتی پتھر سے تراشے ہوئے مجسمے تھے۔ مائل بہ پرواز فرشتوں کے۔ بدن چراتی کنواریوں کے۔ کھلتے ہوئے پھول ایسے معصوم صورت بچوں کے مسکراہٹوں کا اجالا اور آنسوؤں کی چمک پتھر میں قید ہوگئی تھی۔ پھول اور کلیاں۔ خونخوار بھیڑیے۔ سہمے ہوئے بھیڑ کے بچے۔ اڑتے پنچھی سب پتھر میں ٹھہر گئے تھے۔ سنگتراشوں اور نقاشوں کے ہاتھوں نے اپنی صناعی کے کمال سے پتھر میں وہ حسن پیدا کردیا تھا جس کا ثانی نہ تھا۔ انسانوں اور جانوروں کے مجسموں کے علاوہ اس نادر روزگار ذخیرے میں آرائشی ظروف بھی شامل تھے۔ یہ وانگ کا شوق بھی تھا اور کاروبار بھی۔ چابیوں کے گچھے

سے اس نے ایک چابی منتخب کی اور ایک الماری کھولی۔ ایک خانے میں دیگر اشیاء کے درمیان خنجر کی جگہ خالی پڑی تھی۔ وانگ نے بڑی احتیاط سے خنجر کو بکس سے نکال کر الماری کے خانے میں منتقل کیا پھر الماری کو مقفل کیا اور پیچھے ہٹ کر اس قدیم خنجر کو ناقابل بیان مسرت کے ساتھ دیکھنے لگا۔ اسکے لئے سامنے کھڑی یومی کا حسن بھی اس نایاب پتھر کے مقابلے میں ہیچ تھا۔ ستر برس کی عمر میں وہ صرف پتھروں سے عشق کر سکتا تھا۔

"یومی ——" وہ اچانک پلٹ کر بولا۔ "چند ہی مہینوں میں تم نے مجھے اپنی خوبیوں کا معترف بنا دیا ہے . . . لیکن میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا تمہارے لئے۔ کیا تمہیں اسکا رنج ہے؟"

یومی نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "رنج مجھے —— لوگوں کی باتوں سے ہوتا ہے جناب۔"

"لوگوں کو باتیں کرنے دو۔ اب تو انگریزی بھی سیکھ لی ہے تم نے۔ تم یہاں کے رسم و رواج سے بھی واقف ہو گئی ہو۔ تمہیں اب اپنی اس قید تنہائی کو ختم کر دینا چاہیئے۔ میں نے تمہارے لئے ایک ملازمت کا بندوبست کر دیا ہے۔ میرے ایک دوست کی ٹریول ایجنسی کو ایسی لڑکی درکار تھی جو انگریزی اور جاپانی جانتی ہو۔ تم حسین ہو ذہین ہو اور بالغ ہو۔ جاؤ اور اس دنیا میں اپنا مقام پیدا کرو۔ تم میں اسکی صلاحیت ہے۔ لوگوں سے ملو۔ ان کے درمیان رہو۔ تمہارے دوست اور مداح بہت ہونگے۔"

"لیکن —— لیکن میں اس گھر سے نہیں جانا چاہتی جناب۔" یومی نے منت کرتے ہوئے کہا۔ "یہ اچانک فیصلہ کیوں؟"

"میں حالات کی بے یقینی کا شکار ہوں یومی۔ یہ نہ ہو کہ میری بدبختی کا خمیازہ تمہیں بھی بھگتنا پڑے۔" وانگ نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"کیا کوئی خطرے کی بات ہے جناب؟" یومی نے گھبرا کے پوچھا۔

وانگ ہنسا۔ "خطرہ کوئی نہیں۔ شاید میرا وہم ہے۔ بڑھاپے میں خوف بے سبب بھی مسلط ہو جاتا ہے لیکن عمر کا تجربہ آدمی کو چھٹی حس عطا کر دیتا ہے جو کبھی کبھی برے وقت سے پہلے ہی خبردار کر دیتی ہے . . . تم جاؤ . . . آرام کرو۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔"

فکر کی بات۔ برا وقت۔ خوف۔ وہم۔ خطرہ۔ یہ سب کیسے بھیانک لفظ ہیں۔ یومی نے باہر چلتے چلتے سوچا۔ اور کیا چھٹی حس بھی بولتی ہے؟

♥♥

"کچھ لوگ تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ کسی کام کے سلسلے میں۔" پولیس چیف رابرٹ میگاون نے نیم غنودگی کے عالم میں کہا۔

"یہ انتہائی مبہم بات ہے۔" ورجل نے کہا۔ "وضاحت فرمایئے کہ لوگ کون ہیں اور کام کیا ہے۔"

"ایف بی آئی کے لوگ ہیں۔ اس سے زیادہ مجھے بھی نہیں معلوم تو وضاحت کیا کروں۔ تین بجے کار سے جائے گی تمہیں۔" چیف نے کہا۔

"کہاں؟" ورجل نے سگریٹ سلگائی تو چیف کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے اشارے سے ایک سگریٹ طلب کی۔ "دیکھو بھائی۔ میرے پاس تو صرف فون آیا تھا کہ وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں۔" وہ سگریٹ جلاتے ہوئے بولا۔ "جاؤ نہ جاؤ۔ کام کرو یا نہ کرو۔ تمہاری مرضی ہے۔ میں دخل در معقولات نہیں کرونگا۔" پھر اس نے میز پر پیر پھیلائے اور آنکھیں بند کر کے سر کرسی کی پشت سے لگا دیا۔ ورجل کے لئے اب باہر چلے آنے کے سوا چارہ نہ تھا۔ تین بجنے میں ابھی بیس منٹ باقی تھے۔

وہ اپنے دفتر میں کافی کی ایک پیالی پی کر فارغ ہوا ہی تھا کہ کار آگئی۔ طویل جگمگاتی شیورلیٹ جس کے شوفر نے بڑے اہتمام اور احترام سے اس کے لئے دروازہ کھولا اور بند کیا۔ یوں جیسے وہ کوئی وی آئی پی ہے۔ کار شہر کے مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی مضافات میں پہنچ گئی ورجل ایرکنڈیشنڈ کار کی نرم سیٹ پر نیم دراز بے دلی سے باہر دیکھتا رہا۔ مٹیلے پہاڑ قریب آتے جا رہے تھے اور پہلے سے زیادہ بلند دکھائی دے رہے تھے۔ آبادی ختم ہو گئی اور کار چکر کاٹتے پہاڑی راستے پہ چڑھنے لگی۔ کہیں کہیں نظر آنے والی پختہ عمارات پہاڑوں کی اور اردگرد کے درختوں کی ہمرنگ تھیں اور انہیں یوں چھپانے کا مقصد ورجل کو معلوم تھا۔ یہ فوج کے تحقیقاتی مراکز تھے جہاں دفاع سے متعلق مختلف شعبوں پر ریسرچ جاری رہتی تھی۔ عام آدمی کو ادھر سے گزرنے کی اجازت بھی نہ تھی اور قدم قدم پر ایسے حفاظتی انتظامات تھے جو پوشیدہ ہونے کے باوجود انتہائی موثر تھے۔ متعدد مقامات پر اپنی شناخت کرانے کے مرحلوں سے گزر کر ورجل ایک عمارت میں پہنچا جو گھوڑے کی نعل کی طرح بنی ہوئی تھی اور اس کی مخروطی چھت اسپنج نما کے ٹائلوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ چھت میں کہیں کہیں چمنیاں سی نظر آتی تھیں۔ نیچے دیوار بالکل سپاٹ تھی اور صرف نعل کے آخری کناروں پر دو دروازے تھے۔ ایک آنے کے لئے دوسرا جانے کے لئے۔ پہلے دروازے سے داخل ہوتے ہی "استقبالیہ" کی تختی نظر آتی تھی مگر اس کے علاوہ کہیں کچھ نہ تھا جس سے عمارت کے اندر ہونے والے کام کی نوعیت کا اندازہ کیا جا سکتا۔

"مسٹر ورجل۔" استقبالیہ کے کاؤنٹر پر کہنی کے سہارے کھڑے ہوئے ایک شخص نے کہا۔ "میرا نام ڈنی ہے۔ مسٹر ڈون واش برن آپ کے منتظر ہیں۔" وہ مصافحہ کرنے کے بعد آگے کی طرف چل پڑا۔ نعل جیسی عمارت اندر سے کسی سرنگ کی طرح تھی جس میں تھوڑے تھوڑے

فاصلے پر بند دروازے تھے۔ ان سب میں الیکٹرک لاک تھے۔ دیواروں پر پالش کی ہوئی لکڑی کا حاشیہ تھا اور نیچے قیمتی دبیز قالین۔ درجل کے راہبر نے ایک دروازے پر دستک دی اور چند سیکنڈ بعد دروازہ کھل گیا۔ اندر تین لڑکیاں سر جھکائے ٹائپ میں مصروف تھیں۔ ان میں سے ایک نے اندر والا دروازہ کھولا اور درجل کو جانے کا اشارہ کیا۔ درجل نسبتاً بڑے کمرے میں داخل ہوا جہاں دو افراد پہلے سے موجود تھے۔

"میں ڈان واشن برن ہوں"۔ ان میں سے ایک نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یہ مسٹر لونیگن ہیں"۔

"کیا آپ لوگ دفاعی مقاصد میں استعمال ہونے والے ایندھن پر ریسرچ کرتے ہیں؟ جہازوں اور راکٹوں کے فیول وغیرہ"۔ درجل نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کو کس سے معلوم ہوا؟" ڈون نے اسے گھورتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"کسی سے بھی نہیں"۔ درجل نے کہا۔ "میرا اندازہ ہے"۔

"یہ اندازہ کیسے لگالیا آپ نے؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہمارے حفاظتی انتظامات بے مصرف ہیں"۔ ڈون نے اسی سنجیدگی سے کہا۔

"پہلی بات تو یہ کہ جو کار مجھے لینے آئی تھی بالکل نئی تھی لیکن پہاڑی راستے پر اس کا انجن شور کرنے لگا۔ یقیناً اس میں گھٹیا قسم کا پٹرول تھا جو عموماً قیمتی کاروں میں نہیں ڈالا جاتا۔ جب تک کہ مقصد مضر اثرات کا اندازہ لگانا نہ ہو۔ پھر میں نے چھت سے نکلی ہوئی چمنیاں دیکھیں۔ سنٹرل ایرکنڈیشننگ والی کسی عمارت میں چمنیاں صرف وہیں ہو سکتی ہیں جہاں دھواں ہو۔ اور دھواں انجن ہی خارج کرتے ہیں۔ حفاظتی انتظامات سے تو کوئی بھی اندازہ کر سکتا ہے کہ عمارت دفاعی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہی ہے"۔

چند سیکنڈ تک ڈون اور ڈنی خاموش بیٹھے رہے۔ پھر ڈنی نے دروازے سے سر نکال کر کافی کے لئے کہا۔

"بہت خوب مسٹر درجل۔ ہم چمنیوں کو بھی چھپا دیں گے اور باہر جانے والی گاڑیوں میں گھٹیا پٹرول بھی نہیں ڈالیں گے"۔ ڈون مسکرایا۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ مجھے کس لئے طلب کیا گیا ہے؟" درجل نے پوچھا۔ ڈون واشن برن اور لونیگن نے ایک ساتھ اپنے شناختی کارڈ نکالے۔ یہ "محکمۂ انسداد منشیات" کے کارڈ تھے۔

"واشنگٹن میں ایسے پولیس آفیسرز کی ایک فائل ہے جس میں کسی خاص صلاحیت کے مالک افراد ______ کے نام درج ہیں چنانچہ مثلاً ہمیں ایک ایسے پولیس آفیسر کی ضرورت پڑی جو یوگوسلاویہ کی زبان بول سکے تو ہمیں دشواری نہیں ہوئی۔ آپ کو ایک شخص کونشلک کا نام یاد ہے؟ اسے ایک بار پولیس نے کسی قتل کے سلسلے میں تفتیش کے لئے روکا تھا۔ تفتیش تم کر رہے تھے"۔

"ہاں۔۔۔" درجل نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔ "وہ غالباً میزائل انجینئر تھا۔ مگر میں نے یوگوسلاویہ کی زبان جانتا ہوں۔۔۔"

"تم جوڈو اور کراٹے کے ایکسپرٹ ہو۔ اور بلیک بیلٹ" ڈون واشن برن نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"جاپان یا مشرق بعید کے رسم و رواج اور وہاں کی زبان سے آگاہی ہے آپ کو؟" ڈنی نے کہا۔

درجل نے نفی میں سر ہلایا۔ "مجھے صرف اس فن کے ادب آداب اور داؤ پیچ معلوم ہیں"۔

"جوڈو اور کراٹے کی تعلیم آپ کو یشی یامانے دی ہے اور اکیڈو آپ نے پانچ سال تک تاکاہاشی سے سیکھا ہے"۔ ڈون نے ایک فائل کے چند صفحات پلٹ کر دیکھنے کے بعد کہا۔ "تربیت کے دوران کچھ تو معلوم ہوا ہوگا آپ کو"۔

"ہاں" درجل نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کہ جاپان کا دارالحکومت ٹوکیو ہے اور امریکہ نے جاپان پر ایٹم بم کہاں گرائے تھے"۔

"خیر ——" ڈون نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔ "جو بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ اتنی غیر سنجیدہ نہیں ہے۔ یہ دوسری جنگ عظیم سے پہلے کی بات ہے۔ جاپانی اس وقت چین کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے اور اسکے لئے انہوں نے اپنی فوجی طاقت بڑھانے کے ساتھ ساتھ چین کو داخلی طور پر کمزور کرنے کا بھی پروگرام بنایا تھا۔ انہوں نے بڑے وسیع پیمانے پر چین میں افیون پہنچائی۔ لوگوں کو نشے کا عادی بنایا۔ افیون کی کاشت کی ترغیب دی اور یوں پوری قوم کو افیونی بنا دیا۔ ۱۹۳۹ء میں نانکنگ گورنمنٹ نے ایک قانون کے ذریعے افیون کا نشہ کرنے والوں کو سزائے موت دینے کا فیصلہ کیا مگر اس سے خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہوئے انقلاب کے بعد صورت حال یکلخت بدل گئی۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ مارچ ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئی جس میں انکشاف کیا گیا تھا کہ جاپانی خود اپنے پھیلائے ہوئے جال میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ چینی حکومت نے افیون کو ہیروئن میں تبدیل کرکے واپس جاپان ارسال کرنا شروع کر دیا تھا۔ جاپان سے یہ زہر کوریا اور ویت نام کی جنگ کے دوران امریکی فوج میں پھیلا اور امریکہ سرایت کر گیا۔ تھائی لینڈ اور فلپائن سے ہیروئن براہ راست امریکہ آنے لگی۔ تھائی لینڈ میں افیون کی کاشت تو ہوتی ہے مگر ہیروئن

نہیں بنتی۔ لیکن ویت کانگ گوریلے جس مورچے کو خالی کرتے تھے۔
وہاں ہیروئن کے ذخائر بھی چھوڑ جاتے تھے۔ مشرق بعید کے
تمام بڑے شہروں کے نائٹ کلبوں میں جہاں امریکی فوجی جاتے
تھے ہیروئن عام ملتی تھی اور پیشہ ور قسم کی لڑکیاں انہیں جنسی
تسکین کے ساتھ ہیروئن کے استعمال کی ترغیب دینے پر مامور
تھیں۔ اگست ۱۹۷۰ء میں ایڈمرل ولیم میک نے کانگریس
کی ایک کمیٹی کو بتایا کہ ویت نام میں امریکی فوج کا کتنا بڑا حصّہ
ہیروئن کے استعمال کا عادی بن چکا ہے۔ اس کار خیر میں ہاتھ
بٹانے والے وہ بھی تھے۔ جو ہیروئن کی بڑھتی ہوئی مانگ سے
لکھ پتی اور کروڑ پتی بنتے جا رہے تھے۔ ہیروئن کی تیاری سے فراہمی
تک متعدد افراد اور ادارے ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔
اور یہ کام بڑے منظم طریقے سے بین الاقوامی سطح پر ہونے لگا تھا۔
اب یہ صورت حال ہے کہ سنڈیکیٹ اور مافیا جیسے طاقتور اور با رسوخ
ادارے وجود میں آچکے ہیں جن کے سامنے حکومتیں بے بس ہیں۔"

"مگر میں ۔۔۔ میں اکیلا کیا مدد کر سکتا ہوں آپ کی ایسی صورت
میں" ورجل نے خاموشی کے ایک مختصر وقفے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے
کہا۔" میں نے یہ کام کبھی نہیں کیا۔ زیادہ تر قتل کے واقعات کی تفتیش
کی ہے۔ قاتلوں کا سراغ لگایا ہے۔"

ڈون کچھ کہنے سے قبل ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ڈون نے
ریسیور اٹھایا اور پھر ورجل کی طرف بڑھا دیا۔" ورجل ۔۔۔" دوسری طرف
سے پولیس چیف نے کہا۔" مجھے معلوم تھا تم کہاں ہوگے۔ لیکن
فی الحال تم واپس آجاؤ۔ ایک قتل کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ ایک
چینی مارا گیا ہے۔ وہ سنگ یشب کے نوادرات کا بیوپاری تھا۔ وانگ
نوین۔"

♥♥

یومی کے لئے ہمدردی اور تسلی کے تمام الفاظ بے معنی تھے۔
وانگ کی موت نے اس سے تحفظ اور آسودگی کا وہ احساس چھین
لیا تھا جس کی مسرت ہنوز اجنبی لگتی تھی۔ اس وقت بھی جب وانگ
زندہ تھا بے یقینی کا یہ خوف اس پر مسلّط رہتا تھا۔ وہ ڈرتی تھی کہ
کہیں یہ سہانا خواب ٹوٹ نہ جائے۔ وانگ کی طرح اسکا بھی دنیا
میں کوئی نہ تھا۔ اب تنہا زندگی کا عذاب وہ کس کے سہارے
جھیلے گی؟ اسنے خاموشی سے بہنے والے آنسو سمیٹتے ہوئے سوچا
"کیا اس جینے سے مرنا بہتر نہ ہوگا؟" وہ بہت دیر سے وانگ
کی لاش کے سامنے بے حس و حرکت بیٹھی غور کر رہی تھی۔

"مس یومی" ایک پولیس مین نے اسے روتے دیکھ کر ہمدردی
سے کہا تھا۔" مجھے آپ کے والد کی موت کا واقعی افسوس ہے۔"

اور اس نے تردید نہیں کی تھی۔ یہ نہیں کہا تھا کہ نہ وہ مس ہے اور نہ
وانگ اس کا باپ تھا۔ اپنے بیان میں اس نے کہا تھا کہ وہ وانگ
کو نوادرات والے کمرے میں چھوڑ گئی تھی۔ پھر جب اس نے دیکھا تو
وانگ اپنے خزانے میں قالین پر پڑا تھا اسکی لاش دیوار سے تیس
درجے کا زاویہ بنا رہی تھی اور سنگ یشب کا وہ خنجر جو سنگاپور سے
موصول ہوا تھا اسکے سینے میں عین دل کے مقام پر گڑا ہوا تھا لیکن
سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ قاتل نے ایک کھلی الماری
سے چار چیزیں اٹھا کر وانگ کے سر کے گرد سجا دی تھیں۔ باقی
الماریاں بدستور مقفل تھیں اور کوئی چیز غائب نہیں ہوئی تھی جبکہ
اندازاً ان الماریوں میں سنگ یشب کے ڈیڑھ سو نادر نمونے موجود
تھے۔ پولیس کے لوگ رسمی قسم کی کاروائی میں مصروف تھے۔ فنگر پرنٹ
لے رہے تھے۔ تصویریں اتار رہے تھے اور چاک سے لاش کے
گرد پوزیشن واضح کرنے کے لئے لکیریں ڈال رہے تھے۔ وہ چاہتی
تھی کہ جلد از جلد یہ سب مرحلے طے ہو جائیں اور وانگ کی کھلی
آنکھوں سے گھورنے والی لاش اسکی نگاہوں کے سامنے سے ہٹ
جائے لیکن انہیں کسی کا انتظار تھا۔ مسٹر ورجل کا۔ پھر ورجل آگیا
اور اس نے وہاں موجود افراد سے سوال جواب کا سلسلہ شروع
کیا۔ گھنٹہ بھر بعد جب لاش اٹھائی گئی اور وانگ کی جگہ اس کی
لاش کا سایہ سا رہ گیا جو چاک کی لکیروں میں محصور تھا تو ورجل
اسکے پاس آبیٹھا۔

"مس یومی" وہ چند سیکنڈ اسکی صورت کو غور سے دیکھنے
کے بعد بولا۔" کیا میں آپ سے چند سوال کر سکتا ہوں۔ انگریزی
تو سمجھتی ہیں نا آپ؟"

"جی۔ میں صرف انگریزی سمجھتی ہوں۔ جاپانی کے چند حروف
جانتی ہوں" یومی نے سادگی سے کہا۔" میں جاپان میں پیدا ضرور
ہوئی تھی لیکن میں "ایبوکو" ہوں۔"

ورجل کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔" مس یومی۔ مجھے جوڈو اور
کراٹے کی اصطلاحات کے سوا جاپانی زبان کے بارے میں کچھ معلوم
نہیں۔" اس نے کہا۔

"میری ماں نے میرے باپ سے شادی نہیں کی تھی۔ وہ کالی
چمڑی والا ایک امریکی فوجی تھا" یومی نے کہا۔" مجھے اسکا نام
بھی معلوم نہیں۔"

اب ورجل کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا کہے۔ اسکی اپنی چمڑی بھی
کالی تھی۔ اور یومی نے برسوں کی محرومی کا اور نفرت کا اظہار اس
طرح کیا تھا کہ نہ یہ اپنی ماں کی جذباتی لغزش کا اعتراف تھا نہ یہ
ہر سیاہ فام پر تہمت گناہ تھی اور نہ یہ امریکی فوج کی فتوحات کا نوحہ

تھا۔ اس نے تو صرف اپنے وجود کا جواز پیش کیا تھا۔ وہ نہ مجرم تھی نہ مدعی نہ منصف۔ فقط "ایبوگو" تھی۔ اس لفظ کے ہم معنی الفاظ ہر زبان میں اور ہر جگہ تھے۔ تاریک گھروں کی ویرانی میں بھی اور دولت کی چکا چوند سے معمور ایوانوں میں بھی۔ ماضی اور حال اور مستقبل میں وقت کا کوئی گوشہ ان سے خالی نہ تھا لیکن محبت کے نام پر پیدا ہونے والی اس مخلوق کو کسی سے محبت نہ ملی تھی۔ اور یہ لڑکی بھی دو ملکوں کے اتصال پر نو مین کی طرح تھی جو کسی کا نہیں ہوتا۔

"میری ماں نے جس سے شادی کی تھی وہ جنگ میں مارا گیا تھا۔ اس وقت تک وہ دو بچوں کی ماں تھی۔ جنگ شروع ہوئی تو وہی ہوا جو ہمیشہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے دو بچوں کو فاقوں سے بچانے کے لئے خود کو بیچتی رہی اور اقوام متحدہ کے ساتویں سپاہی ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو میں نے بھی جنم لیا جب میری ماں مرگئی تو مسٹر وانگ نے مجھے پناہ دی اور زندگی میں پہلی بار میں نے دیکھا کہ پیٹ بھر روٹی کے علاوہ کیا کچھ مہیا کر سکتا ہے۔ اس سے پہلے میں مسرت کے تصور سے بھی ناآشنا تھی" وہ بولتی گئی۔ پھر یکلخت خاموش ہوگئی اور وانگ کی لاش کے خاکے پر نظریں جمائے بیٹھی رہی۔ یوں جیسے وہ لاش اب بھی وہیں اسی حالت میں موجود ہے۔

"مس یومی۔ اب آپ کیا کریں گی۔ کس کے ساتھ رہیں گی؟" ورجل نے پوچھا۔

"کسی کے ساتھ نہیں۔ میرا دنیا میں کون ہے۔ میں بھلا اس گھر سے کہاں جا سکتی ہوں؟"

"آپ کی مرضی" ورجل نے کہا۔ "مسٹر وانگ خاصے دولت مند آدمی تھے۔ سنگ یشب کے نوادرات کی خرید و فروخت معمولی کام نہیں" ورجل نے الماریوں پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہ سب نوادرات برائے فروخت نہیں تھے۔ یہ ان کی ذاتی ملکیت تھے۔ انہیں بہت شوق تھا ان چیزوں کا۔ سنگ یشب پر ان کی رائے سند کی حیثیت رکھتی تھی لیکن وہ کاروبار میں ایمانداری کے حد درجہ قائل تھے۔ ان کے پاس غلطی سے کوئی نقلی چیز آجاتی تھی تو وہ اسے ضائع کر دیتے تھے لیکن فروخت نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ متعدد چیزیں ایسی ہوتی تھیں کہ ایک عام آدمی اصل اور نقل کا فرق نہیں بتا سکتا تھا۔ ان کے اس خزانے کی شہرت سن کر بہت سے لوگ خریدنے کی بجائے صرف دیکھنے بھی آتے تھے اور مسٹر وانگ خریداروں کی طرح قدردانوں کی بھی عزت کرتے تھے۔ کل ہی ایک شخص ایک نقلی چیز خریدنے پر مصر تھا۔ مسٹر وانگ نے وہ اسے مفت دے دی۔ تحفے کے طور پر۔ یہ بتانے کے بعد کہ جو وہ لے جا رہا ہے اصل نہیں ہے"

"کون بے وقوف تھا وہ۔؟" ورجل نے پوچھا۔

"اس کا نام ڈون داش برن تھا۔ یہ کل ہی کی بات ہے اس لئے مجھے نام یاد ہے" یومی نے کہا۔

♥♥

"ہاں میں وانگ نو مین کو جانتا تھا" ڈون داش برن نے کسی ردعمل کے بغیر کہا۔ "مجھے بھی سنگ یشب کے نمونے جمع کرنے کا شوق ہے۔ شوق کیا خبط ہے۔ شوق تو یہ دولت مندوں کا ہوتا ہے۔ مگر مجھے اس کاروبار میں وانگ کے سوا بیشتر لوگ جعلساز نظر آئے۔ وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا مسٹر ڈون۔ دس نقلی نمونے ایک اصل نمونے کے حسن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سنگ یشب کی صناعی فنون لطیفہ میں شمار ہوتی ہے۔ اور فن کے کسی شاہکار کی نقل جعلی نوٹ کی طرح ہوتی ہے جسے رکھ کر کوئی بھی دولت مند نہیں جتلا احساس ندامت میں مبتلا رہتا ہے"

"مسٹر ڈون۔ آج آپ نے مجھے اپنے ایک کام سے بلایا تھا۔ لیکن اب میں اپنے کام سے حاضر ہوا ہوں۔ مجھے وانگ کے قتل کی تفتیش کے سلسلے میں کچھ سوال کرنے ہیں۔ کیا آپ "داش برن لیبوریٹریز لمیٹڈ" کے چیئرمین ہیں۔؟"

"ہاں۔ مگر اس نام سے کچھ ظاہر نہیں ہوتا"

"لیکن رفاہی مقاصد کے لئے استعمال ہونے والے ایندھن پر ریسرچ کے علاوہ بھی آپ کوئی کام کرتے ہیں؟" ورجل نے سوال کیا۔

ڈون چند لمحے خاموش رہا۔ "ہم محکمۂ انسداد منشیات کی مدد بھی کرتے ہیں۔ درپردہ" وہ کچھ دیر بعد بولا۔

"یہاں میرے ساتھ مسٹر ڈنی اور مسٹر لونگن کی موجودگی کا یہی سبب تھا۔؟" ورجل نے پوچھا۔

"اس کی ایک ذاتی وجہ بھی ہے۔ میں نئی نسل میں منشیات کے استعمال کے بڑھتے ہوئے رجحان سے ڈرتا ہوں"

"اس خوف کی وجہ بھی کوئی ذاتی تجربہ ہے۔؟" ورجل نے کہا۔ اس کی نگاہ ڈون کے فیملی گروپ کی ایک فوٹو پر تھی۔ ڈون داش برن کی گرفت گلاس پر سخت ہوگئی۔ "ہاں۔ میرا سب سے بڑا لڑکا۔ ان تین بچوں کے علاوہ جو اس تصویر میں نظر آرہا ہے۔ دو سال سے ہیروئن کے نشے کا عادی ہے۔ مسٹر ورجل وہ صرف پندرہ برس کا نادان بچہ تھا جب کسی بے ضمیر نے ذاتی نفع کے لئے اسے یہ زہر تھما دیا۔ ایک اسی پر کیا منحصر ہے نہ جانے یہ لوگ کس کس کی زندگی کا نذرانہ لے چکے ہیں۔ کس کس کا مستقبل تباہ کر

چکے ہیں اور کتنے گھروں کا سکون غارت کر چکے ہیں۔ میں ان کا دشمن ہو گیا ہوں تو کیا غلط ہے مسٹر ورجل؟" ڈون کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"اس کاروبار میں یعنی سنگ یشب کے کاروبار میں مسٹر وانگ کا کوئی مدمقابل یا حریف بھی تھا۔؟"

"ہاں ایک شخص ہے جانی۔ دھندا اسکا بھی یہی ہے لیکن وہ دوسری قسم کا آدمی ہے بے ایمان نہیں ہے۔ بس وانگ سے مختلف ہے۔" ڈون نے کہا۔

"اس لڑکی سے واقف ہو تم جو وانگ کے ساتھ رہتی تھی۔ یومی۔؟"

وہ بڑی پراسرار سی لڑکی ہے۔ حسین اور شائستہ اور تعلیم یافتہ مجھے اسکے اور وانگ کے تعلقات کی نوعیت کا صحیح علم تو نہیں مگر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وانگ لاوارث لڑکیوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے والا آدمی نہ تھا۔ اسکے کچھ اصول تھے اور وہ بے ضمیر نہ تھا۔ میں اسے ذاتی طور پر سالہا سال سے جانتا تھا۔" ڈون واش برن نے کہا۔ ورجل نے جانی کا پتہ مانگا کیونکہ قتل کا سبب کاروباری رقابت کا جذبہ بھی ہو سکتا تھا اور جانی سے ملنا مفید ہو سکتا تھا۔

"وہ تمہیں یوچا تنا تاؤن میں کہیں بھی مل جائے گا۔ لیکن "جنرل لی" کا بار اس کا اڈہ ہے۔"

ڈون کا خیال درست ثابت ہوا۔ "جنرل لی" کے بار میں اپنی شناخت کرانے اور اپنی آمد کا مقصد بیان کرنے کے بعد وہ ایک جاپانی لڑکی کے پیچھے کونوں میں اس کے جسم کی سرکش لہروں کو بنتے بگڑتے دیکھتا اندر پہنچا۔ بار کے ایک کنج میں چار افراد کی میز پر ایک جاپانی بڑے سنجیدہ اور باوقار انداز میں تنہا بیٹھا تھا۔ اس کی عمر پچاس کے لگ بھگ تھی مگر جسم ہنوز مضبوط تھا اور صحت قابل رشک۔ غور کرنے پر ورجل کو وہ چینی لگا۔ مگر اس نے کچھ کہے بغیر ورجل کو بیٹھنے کا اشارہ دیا اور چٹکی بجا کر ویٹر کو متوجہ کیا۔

"مسٹر جانی!" ورجل نے کہا۔ "میں وانگ کے قتل کی تفتیش پر مامور ہوں۔"

"اس کا قتل میرے لئے بھی صدمے سے زیادہ حیرت کا باعث ہے۔ اس کا تو کوئی دشمن ہی نہیں تھا۔" جانی نے گلاس کو انگلیوں میں گھماتے ہوئے کہا۔ ویٹر دوسرا گلاس ورجل کے سامنے بھی رکھ گیا۔

"وانگ کے ساتھ ایک لڑکی بھی رہتی ہے۔" ورجل نے کہا۔

"ہاں مگر وہ وانگ کو قتل نہیں کر سکتی۔ وانگ اس کا محسن تھا۔ وہ اس بات کو تسلیم کرتی تھی۔ بڑی مظلوم اور معصوم سی لڑکی ہے۔"

"آپ کا اور مسٹر وانگ کا ایک ہی کاروبار تھا مسٹر جانی: سنگ یشب۔"

"ہاں۔" جانی نے بے نیازی سے کہا۔ "تھا لیکن اب اس کاروبار میں کچھ نہیں رہا۔ سنگ یشب کے اعلیٰ ترین نمونے چین سے آتے تھے اور چین میں انقلاب کے بعد فنون لطیفہ مٹ گئے ہیں۔ صرف پروپیگنڈا رہ گیا ہے۔" جانی نے کہا۔ وہ ماؤزے تنگ کے مخالفوں میں نظر آتا تھا۔ "چیئرمین ماؤ۔ مزدور۔ مارچ کرتے سپاہی۔ ہل چلاتے کسان۔ سنگ یشب کی صنعت گری کے حسن میں ایسے ہی لگتے ہیں جیسے تاج محل کے مقابلے میں کسی مل کی دھواں دیتی چمنی۔ پتھر میں حسن احساس سے پیدا ہوتا ہے۔"

"مسٹر وانگ کا کاروبار اس کے باوجود چل ہی رہا تھا۔" ورجل نے کہا۔

"اسکے وسائل میرے مقابلے میں لامحدود تھے۔" جانی نے خالی گلاس میز پر رکھ کر منہ صاف کیا۔ "اس کے خزانے میں تو چینگ خاندان کے دور کے نوادر بھی تھے جو نایاب کیا عنقا ہیں۔ آپ سنگ یشب کے بارے میں کچھ جانتے ہیں مسٹر ورجل؟"

ورجل نے نفی میں سر ہلایا۔ "مجھے تو آپ بالکل جاہل سمجھئے۔"

"یہ بڑا دلچسپ اور وسیع موضوع ہے۔ اسکی تاریخ، ارتقاء اور فنی حسن کو سمجھنا تفتیش میں کام بھی آ سکتا ہے مسٹر ورجل۔" جانی بولا۔

"ابھی میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا مسٹر جانی لیکن میرا خیال ہے کہ وانگ کو سنگ یشب کے اس خنجر سے قتل نہیں کیا گیا۔ وہ خنجر قتل کے بعد دل میں پیوست کیا گیا تھا۔" ورجل اٹھتے ہوئے بولا۔ جانی نے اٹھے بغیر اپنا ہاتھ مصافحے کے لئے بڑھا دیا۔ وہ ورجل کی آمد سے قطعی پریشان نہ ہوا تھا۔ اسکے انداز میں جو فطری سکون اور وقار تھا وہ کسی شعوری کوشش کے بغیر برقرار تھا۔

رقابت یا لالچ میں سے وانگ کے قتل کی بظاہر کوئی وجہ نہ تھی۔ اسکے ہم پیشہ جانی سے لے کر ڈون واش برن تک اس کے کردار کی خوبیوں کے بھی معترف تھے۔ سب اس لڑکی کو بے گناہ قرار دیتے تھے۔ وہ ستر سالہ وانگ کی داشتہ بھی نہ تھی۔ ہو بھی نہ سکتی تھی ورجل کو اسکے افسردہ چہرے کا حسن یاد آیا جس میں تاریک براعظم اور چڑھتے سورج کی سرزمین کا لہو شامل تھا۔ وہ حسن جو لطافت اور نزاکت اور معصومیت کا امتزاج تھا۔ جو دوپہر کی کڑی دھوپ کی طرح خیرہ کن نہ تھا۔ آخر شب کی طرح پرسکون اور نرم تھا۔ جس میں بکری بلب کی منجمد چکا چوند نہ تھی۔ موم بتی کے شعلے کا لرزیدہ اجالا تھا۔ لرزتا۔ کانپتا۔ ہوا کے ہر جھونکے سے خائف۔ پناہ مانگتا

"بس یومی ــــ" درجل نے بالآخر خاموشی کے اعصاب شکن وقفے کا خاتمہ کیا۔ "مجھے معلوم ہے آپ اس صدمے سے کس حد تک بے حال ہیں لیکن میں اپنے فرض سے مجبور ہوں۔ مجھے بہرحال مسٹر وانگ کے قاتل کا پتا چلانا ہے۔ میں نے پہلے بھی فون کیا تھا۔"

"جی میں کام پر گئی ہوئی تھی۔ مسٹر وانگ نے موت سے قبل میری ملازمت کا بندوبست کر دیا تھا لیکن مسز تناکا نے مجھے آج کی رخصت دے دی۔ میں ابھی آئی ہوں۔" وہ نگاہیں بدستور فرش پر رکھے کونوں میں سمٹی سمٹائی بیٹھی رہی۔ درجل نے محسوس کیا کہ یوں لہجے کو دھیما رکھ کے اور افسردہ بنا کے اور چہرے کو غمگین دکھا کے وہ اپنی مظلومیت اور بے چارگی کا تاثر دینے کی شعوری کوشش میں مصروف ہے اور اس کا یہ انداز فقط خوبصورت اداکاری پر مبنی ہے۔ اس نے صاف صاف بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ "مس یومی۔ اگر مسٹر وانگ کا کوئی عزیز یا رشتہ دار نہ تھا تو یہ سب دولت کس کی ملکیت بنے گی؟"

"میں کیا کہہ سکتی ہوں۔" یومی نے آہستہ سے کہا۔ "مجھے کسی وصیت نامے کے بارے میں مسٹر وانگ نے کبھی کچھ نہیں بتایا۔"

"کاروباری معاملات طے کرنے کے لئے کوئی وکیل تو ہوگا ان کا۔ شاید اس کے علم میں ہو کہ مسٹر وانگ نے کوئی وصیت نامہ چھوڑا ہے یا نہیں۔" درجل نے کہا۔ "میرے خیال میں یہ سب شاہکار مسٹر وانگ تک کے ہیں۔ یا ــــ یا کچھ بک چکے ہیں ان میں سے۔؟"

"میں یقین کے ساتھ نہیں بتا سکتی۔" وہ بولی۔ "ان کے وکیل مسٹر فاتن گولڈ تھے۔ وکیل بھی اور خریدار بھی۔ مسٹر وانگ کے ایک اور خریدار نے ان کے قتل کے بعد مجھے فون پر بتایا کہ مسٹر وانگ سے اس نے ایک چیز خریدی تھی جو ابھی اسے نہیں ملی ہے۔"

"تمہیں معلوم ہے وہ کیا چیز تھی۔؟" درجل نے پوچھا۔ "اور وہ خریدار کون تھا۔؟"

یومی نے میز کے وسط میں رکھے ہوئے چابیوں کے گچھے کو اٹھایا اور ایک الماری کھولی۔ اس کے قدموں سے چند انچ دور وانگ کی لاش کا خاکہ اب بھی موجود تھا مگر وہ چار اشیاء جو قاتل نے سر کے گرد سجائی تھیں واپس الماری میں رکھ دی گئی تھیں۔ یومی نے بڑی احتیاط سے ایک مجسمہ اٹھایا۔ ایک عورت ہاتھوں میں ٹرے اٹھائے کھڑی تھی۔ ٹرے میں پھل تھے اور عورت کمونو پہنے ہوئی تھی۔ درجل سنگتراش کے فن کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ کمونو کی ہر شکن سبز پتھر میں آ گئی تھی۔ اور کمونو کے اندر بھی عورت کے جسمانی خطوط کا تمام حسن عیاں تھا۔ پتھر کا بے جان پیکر رعنائی خیال کی مکمل تصویر تھا جس میں توازن اور تناسب کی ہم آہنگی تھی۔ "مسٹر درجل۔ کیا آپ یہ امانت مسٹر ہاروے تک پہنچا دیں گے۔؟ ــــ یہ ہے ان کا پتہ۔" یومی نے ایک کاغذ کا پرزہ بڑھا کر کہا۔

وہ چونک پڑا۔ "جی ہاں یقیناً، آپ اسے پیک کر دیجیے"

جتنی دیر تک یومی اپنے نازک ہاتھوں سے پیکنگ میں مصروف رہی وہ اسے غور سے دیکھتا رہا۔ یومی کو اس کا احساس تھا لیکن اس نے نظریں نہیں اٹھائیں۔ "آپ .... واپس آئیں گے ....؟" وہ پیکٹ اس کے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔ "مجھے بتا کے ....؟"

یہ بے اعتباری تھی یا پھر بلانے کا ایک انداز۔؟ درجل کچھ نہ طے کر سکا۔ اس نے سر ہلا کر پیکٹ اٹھایا اور دروازے کی طرف چل پڑا۔ اس لڑکی کے حسن کا افسوں اسے متاثر کرنے لگا تھا۔ اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پر اور اس کی قوت فیصلہ پر اثرانداز ہو رہا تھا۔ "مسٹر درجل۔" وہ دروازے کے قریب پہنچ کر بولی ــــ "آج دو افراد پوچھ گچھ کے لئے میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے مجھے بہت پریشان کیا اپنے سوالوں سے۔ معلوم نہیں وہ چاہتے کیا تھے۔"

"کون لوگ تھے وہ۔ نام نہیں بتائے انہوں نے؟" درجل نے حیرانی سے کہا۔ "تفتیش کی نگرانی تو میں کر رہا ہوں۔"

"نام بتائے تھے۔ ایک کا نام تھا ڈنی۔ دوسرے کا لونگن۔" یومی نے کہا۔

درجل نے بڑی مشکل سے اپنی حیرت پر قابو پایا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ بھولی بھالی سی بے ضرر نظر آنے والی لڑکی قتل کے علاوہ منشیات کے کاروبار میں ملوث ہو۔؟ اس کی عقل اس کے دل کی گواہی کو مسترد کر رہی تھی۔ نہیں۔ صورتیں بھی دھوکہ دے جاتی ہیں۔ اس نے باہر نکل کر سوچا۔ مجھے جذباتی نہیں ہونا چاہیے کیونکہ سب چہرے وہ نہیں ہوتے جو نظر آتے ہیں۔ یہ جرائم کی دنیا ہے جہاں ہر چہرہ نقاب پوش ہے خواہ یہ نقاب دولت اور عزت کی ہو، شرافت و نجابت کی یا حسن اور معصومیت کی۔ قانون کا کام پردہ دری ہے پردہ داری نہیں۔

ہاروے کا عالیشان مکان "سیرا میڈو" کے فیشن ایبل علاقے میں تھا۔ آدھے گھنٹے بعد درجل نے گھنٹی بجائی تو وہ خود باہر آیا۔ درجل نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ تھوڑے سے تذبذب کے بعد اس نے خاصی بے دلی اور سرد مہری سے درجل کو اندر آنے کی اجازت دی۔ اس کا قد چھ فٹ کے قریب تھا لیکن وہ دبلا پتلا شخص تھا جو ساری دنیا سے بیزار نظر آتا تھا۔ "ٹھیک ہے۔" اس نے پارسل

کھول کر اطمینان کر لینے کے بعد بے رخی سے کہا۔ "تم اب جا سکتے ہو۔"

"ایک تو آپ نے میرا شکریہ ادا نہیں کیا مسٹر ہاردے۔ دوسرے میں نے آپ کو ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ میں ایک پولیس آفیسر ہوں۔ اور وانگ کے قتل کی تفتیش پر مامور ہوں۔" ورجل نے اپنا شناختی کارڈ نکال کر دکھاتے ہوئے کہا۔ "مجھے آپ سے چند باتیں پوچھنی ہیں چنانچہ میں ابھی نہیں جا رہا ہوں۔"

ہاردے کی صورت پر ناگواری کے آثار نمودار ہوئے۔ "کیسی باتیں۔ میرا اس سے صرف کاروباری تعلق تھا۔"

"آپ کا اپنا کاروبار کیا ہے؟" ورجل نے ایک نظر آراستہ کمرے پر ڈال کر کہا۔

"کاروبار کوئی خاص نہیں۔ میں حصص کی خرید و فروخت کرتا ہوں۔ میں اس میدان کا پرانا کھلاڑی ہوں بس اپنے تجربے سے نئے صنعتکاروں کی ناتجربہ کاری سے فائدہ اٹھاتا ہوں۔ سرمایہ کاری وہ کرتے ہیں حصص کی قیمتوں کو میں کنٹرول کرتا ہوں۔" ہاردے نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بہت خوب۔ واقعی جب تک بے وقوف زندہ ہیں عقلمند بھوکے نہیں مر سکتے۔ آپ مسٹر وانگ سے آخری بار کب ملے تھے؟" ورجل نے پوچھا۔

"چھ دن ہوگئے۔" ہاردے نے کہا۔ "دوپہر کے بعد ملاقات ہوئی تھی جب میں نے یہ مجسمہ خریدا تھا چند منٹ کی ملاقات تھی۔"

"اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو مجھے اپنا سنگ یشب کا ذخیرہ دکھا دیجئے۔" ورجل نے کہا۔

ہاردے کچھ دیر کشمکش و پیچ میں مبتلا رہا۔ پھر اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔ "آؤ۔" اسنے ورجل کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ وہ ایک ہال اور ایک کاریڈور سے گذرے اور ہاردے کے دفتر میں داخل ہوگئے۔ وہاں ایک جانب اقتصادیات، بنکاری اور مالیاتی مسائل پر کتابوں سے بھری ہوئی الماریاں تھیں۔ دوسری جانب شیشے کے مختصر سے شوکیس میں سنگ یشب کے بارہ نمونے بڑے سلیقے اور نفاست سے سجے ہوئے تھے۔ ورجل کو خاصی مایوسی ہوئی۔ اب تک قتل اور منشیات کے کسی سلسلے کا سراغ نہیں ملا تھا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ وانگ کے خریدار کون اور کیسے لوگ تھے۔ اگر وانگ کے ساتھ رہنے والی واحد ہستی یومی کی تھی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ سب سے واقف نہ ہو یا اسے یہ خبر نہ ہو کہ مسٹر وانگ کے ذخیرے میں سے کتنی اشیاء ذاتی شوق کی تسکین کے لئے تھیں اور کتنی برائے فروخت۔ اب اس گھر میں وہ اکیلی تھی۔ اسکے لئے وانگ کے ذخیرے سے چوری کئے ہوئے نوادرات کو ٹھکانے لگانا کیا مشکل تھا۔ وہ انہیں وقتاً فوقتاً باہر لے جا کر بیچتی رہی ہو یا کہیں رکھواتی رہی ہو۔ ممکن ہے وانگ کا قتل اسی چوری کا انکشاف ہوجانے پر ہوا ہو۔ قاتل یومی بھی ہو سکتی تھی اور اس کا کوئی شریک کار بھی لیکن قتل کی ایک وجہ یہی بنتی تھی۔

◆◆◆

"نہیں۔" فائن گولڈ نے کہا۔ "وانگ کا کوئی رشتے دار اگر ہوگا تو چین میں ہوگا۔ زندگی میں اس کا کسی سے کوئی رشتہ نہیں رہا تھا۔"

"مگر جس شخص کے پاس قیمتی نوادرات کی صورت میں اتنا بڑا خزانہ موجود ہو اور جس کی اپنی عمر اختتام کے قریب ہو اور وہ کاروباری ذہن بھی رکھتا ہو وہ کوئی بندوبست کئے بغیر کیسے مر سکتا ہے۔ نقد رقم اور جائداد کا مجھے علم نہیں لیکن اس کی آمدنی یقیناً بہت تھی اور وہ تنہا آدمی تھا۔ اس سب کا وارث مقرر کرنے کا خیال کبھی نہیں آیا اسے۔۔؟" ورجل نے کہا۔

"یہ آپ نے کیسے فرض کر لیا کہ اسے یہ خیال نہیں آیا؟" فائن گولڈ نے کرسی کی پشت کا سہارا لے کر اپنی نگاہیں اس پر مرتکز کر دیں۔ "اس نے حال ہی میں مجھ سے اپنا وصیت نامہ تحریر کرایا تھا۔"

"مسٹر فائن گولڈ بہت سے لوگ اس لئے بھی ملتے جاتے ہیں کہ وہ وصیت نامہ مرتب کرنے کے بعد مرنے کا نام نہیں لیتے۔ وارث آخر کتنے دن صبر کر سکتے ہیں۔" ورجل نے کہا۔ "ایسے قانونی مقدمات سے تو آپ بھی بے خبر نہیں ہوں گے۔۔؟"

"آپ واضح طور پر مسٹر وانگ کے وارثوں کو ان کا قاتل قرار دے رہے ہیں۔" فائن گولڈ نے کہا۔

"کیا مسٹر وانگ کا منشیات کا کاروبار کرنے والوں سے بھی کوئی تعلق تھا۔۔؟" ورجل نے سوال کیا۔

"مسٹر ورجل۔ آپ چینیوں کے خلاف نسلی تعصب کا شکار تو نہیں۔" فائن گولڈ نے کہا۔

"کیا آپ اپنے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ میرے ساتھ آپ کے عدم تعاون کے رویے کی بنیاد نسلی تعصب پر ہے۔" ورجل نے پلٹ کر کہا۔

"آل رائٹ۔" فائن گولڈ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔ "آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"میں وانگ کے قاتلوں کا سراغ لگانا چاہتا ہوں۔ تفتیش کے دوران مجھے معلوم ہوا ہے کہ "انسداد منشیات" کا محکمہ بھی وانگ کے بارے میں تحقیقات کر رہا ہے۔ لوگ محض ٹاکر اور دکیل سے کچھ نہیں چھپاتے۔" ورجل نے کہا۔

"میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں۔ مرانس وانگ بااصول اور ایماندار شخص تھا۔ میں اسے دوست۔ موکل اور سنگ یشب کے

ماہر بیوپاری کی حیثیت سے جانتا ہوں اور اسکی ذاتی خوبیوں کا معترف ہوں۔ میں ہی کیا اپنے پرائے سب اس کے اخلاق و کردار کی تعریف کرتے تھے اور اس کا دشمن کوئی نہیں تھا، دوست سب تھے۔" فائن گولڈ نے کہا۔

"فرانسس وانگ۔ کیا یہ بھی وانگ نوسن کا ہی نام ہے۔؟" ورجل نے کہا۔

"ہاں۔ چین سے آنے والے بہت سے لوگوں نے اپنے نام میں مغربی ناموں کا اضافہ کاروباری نقطۂ نظر سے بھی کیا تھا اور اپنی اصل شخصیت پر پردہ ڈالنے کے لئے بھی۔ بعد میں جب کوئی خطرہ نہ رہا تو وہ اصل نام بھی استعمال کرنے لگے۔"

"وانگ نے اپنا وارث کسے نامزد کیا ہے۔ مس یومی کو؟" ورجل نے اچانک ترپ کا پتا ڈال دیا۔

"ہاں۔ مگر یہ بات تو یومی کو بھی معلوم نہیں، تمہیں کس نے بتائی؟" فائن گولڈ کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"میرا اندازہ تھا۔ ان کے تعلقات کی نوعیت کے پیش نظر۔" ورجل نے مسکرا کہا۔

"ان کے تعلقات کی نوعیت کو کسی نے نہیں سمجھا مسٹر ورجل۔ لوگ یومی کو اسکی داشتہ، ملازمہ، زرخرید، ناجائز اولاد اور بیوی بیٹی سبھی کچھ کہتے ہیں۔ مگر یہ ساری باتیں غلط ہیں۔ یومی کا وانگ سے کوئی رشتہ نہیں تھا۔ نہ جائز اور قانونی۔ نہ غیر قانونی اور ناجائز۔ ہفتہ بھر قبل وانگ نے مجھے یومی کا وکیل بھی نامزد کیا تھا۔"

"کس سلسلے میں؟" ورجل نے کہا۔ "وہ کس قانونی مشکل میں گرفتار تھی۔؟"

"مجھے نہیں معلوم۔ وانگ نے صرف اتنا کہا تھا کہ میں یومی کے مفادات کا تحفظ کرنے اور اسکے مقدمات کی پیروی کرنے کی ذمہ داری بھی قبول کر لوں تو اسکا معاوضہ مجھے الگ ملے گا۔ میں نے حامی بھر لی۔" فائن گولڈ نے کہا۔

"چلتے چلتے میں آپ سے ایک درخواست اور کروں گا مسٹر فائن گولڈ۔ مجھے چند ایسی کتابوں کے نام بتا دیجئے جو سنگ یشب اور اس سے متعلقہ معلومات پر مواد فراہم کر سکیں۔ آپ تعلیم یافتہ بھی ہیں اور آپ کو سنگ یشب کے نمونے جمع کرنے کا شوق بھی ہے۔" ورجل نے کہا۔ "مجھے آپ کی لائبریری میں چند کتابیں نظر بھی آ رہی ہیں۔" نام نوٹ کرنے کے بعد وہ فائن گولڈ کا شکریہ ادا کر کے باہر نکلا تو ایک اور الجھن کا شکار تھا۔ کیا واقعی یومی کو وصیت نامے کا علم نہیں یا فائن گولڈ نے غلط بیانی کی ہے۔ اگر دوسری صورت حال درست ثابت ہوئی تو وانگ کا انہی لوگوں کے ہاتھوں مارا جانا جن پر وہ سب سے زیادہ اعتماد کرتا تھا بعید از قیاس نہ ہوگا۔ ایک ستر سالہ بوڑھے کی دولت کے لئے ایک کامیاب وکیل اور ایک حسین عورت کا اتحاد ناممکن نہ تھا۔ سونے کی چڑیا کسی فقیر کے جھونپڑے میں کیسے قید ہو سکتی تھی؟

وہ اپنے دفتر پہنچا تو مسٹر ڈنی اور مسٹر لونیگن اس کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ "مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ دونوں حضرات یومی سے ملنے گئے تھے۔" ورجل نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کس سلسلے میں تھی یہ ملاقات؟"

"ابھی ہم کچھ بھی یقین سے نہیں کہہ سکتے۔ نہ وانگ کے بارے میں نہ اس لڑکی کے بارے میں۔ مگر ہمیں شبہ ہے۔" ڈنی نے کہا۔

"شبہ تو مجھے بھی ہے کہ اس نے خود یا کسی کے ساتھ مل کر اپنے محسن کو قتل کر دیا تاکہ اسکی دولت پر قبضہ کر سکے۔ اگر آپ کو شبہہ ہے کہ وہ منشیات کے دھندے میں ملوث ہے تو ہمیں ایک دوسرے سے تعاون کرنا پڑے گا۔" ورجل نے کہا۔ "میں جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کے شبہے کی کیا بنیاد ہے۔؟"

لونیگن اور ڈنی کچھ دیر خاموش بیٹھے رہے۔ پھر لونیگن نے بات شروع کی۔ "مسٹر ورجل یہ آپ جانتے ہونگے کہ ہمارے ملک میں منشیات تین سمتوں سے آتی ہیں۔ مشرق وسطے سے فرانس کے راستے میکسیکو اور مشرق بعید کے ممالک سے۔ افیون ترکی میں کاشت ہوتی ہے۔ اسے لبنان میں مورفین اور فرانس میں ہیروئن بنا لیا جاتا ہے۔ فرانس میں مارسیلز اسکی فیکٹری ہے۔ میکسیکو سے آنے والی ہیروئن بہت ناقص ہوتی ہے اور کیلی فورنیا، ہوائی میں ہی کھپ جاتی ہے۔ یہ بھی ساڑھے چار پانچ سو ڈالر فی اونس سے کم نہیں ملتی۔ مشرق وسطےٰ کی افیون سنگاپور اور بنکاک میں مورفین بنتی ہے اور ڈلوں کی صورت میں ہانگ کانگ پہنچتی ہے جہاں اسی سے ہیروئن تیار ہوتی ہے۔ اسکی تیاری بڑا خطرناک اور پیچیدہ کام ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے متعدد پلانٹ اڑ چکے ہیں۔ عجیب اتفاق یہ ہے کہ سنگ یشب کے نمونے بھی سنگاپور اور بنکاک سے آتے ہیں۔ دوسرا عجب اتفاق یہ ہے کہ مسٹر وانگ کو جو لوگ سنگ یشب کے نوادرات فراہم کرتے تھے ان میں سے چند ایک دوسرا دھندا بھی کرتے تھے۔ ہیروئن کی سپلائی کا۔ تیسرا عجب اتفاق مس یومی کی ذات اور وانگ کا اس سے تعلق ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب اور کہاں سے آئی۔ جاپانی ہے یا چینی یا تھائی لینڈ وغیرہ کی کیونکہ وہ انگریزی کے سوا کچھ نہیں سمجھتی۔ یا کم سے کم ظاہر یہی کرتی ہے۔ چوتھا اور آخری عجب اتفاق یہ ہے کہ مس یومی کے نمودار ہونے کے فوراً بعد نہ صرف

یہ کہ ہیروئن کی سپلائی بڑھ گئی بلکہ ایک اس سے بھی خطرناک قسم کا نشہ آور کیمیائی مرکب بھی آنے لگا!"

"ایل ایس ڈی۔؟" درجل نے دخل دیتے ہوئے کہا "یا ڈیمرول۔؟"

ڈفی نے انکار میں سر ہلایا "اسکا ایک نام تو ہے کلپرازدن دوسرا جو اصل نام ہے وہ "کیٹو بیڈ میڈون" ہے۔ یہ ایک دوا ہے جو ان مریضوں کو دی جاتی ہے جو انتہائی جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوں۔ مثلاً حادثے میں شدید زخمی ہونے والے یا آگ سے جھلس جانے والے۔ یہ درد سے نجات نہیں دلاتی بے حس کر دیتی ہے۔ مگر اسکی ذرا سی غلط مقدار مہلک بھی ثابت ہوتی ہے اور اگر کوئی اسکا استعمال کرنے لگے تو وہ ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ علاج محال ہوتا ہے۔ ایل ایس ڈی کے استعمال کی عادت نہیں پڑتی!"

"باہر سے جو سامان لاکھوں ڈبوں میں آتا ہے وہ کروڑوں ٹن ہوتا ہے۔ بحری اور ہوائی جہازوں سے اور خشکی کے راستے۔ اور اس میں ہر چیز ہوتی ہے۔ چنانچہ سو فیصد چیکنگ ناممکن ہے پھر بھی مخبروں کی اطلاعات پر کبھی تلاشی لی گئی ہے تو وانگ کا ملوث ہونا ثابت ہوا ہے لیکن اسکے خلاف کوئی ثبوت یا شہادت فراہم نہ ہونے کے سبب وہ قانونی کارروائی سے بچا رہا۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ہانگ کانگ سے وانگ کے نام کچھ مال ارسال کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے اب یہ مال یومی وصول کرے گی۔ اس کی وانگ جیسے شخص سے تعلق کی بنیاد بھی یہی تھی۔" لونیگن نے کہا۔

درجل کے کان ہر لفظ کو غور سے سن رہے تھے مگر آنکھیں یومی کو دیکھ رہی تھیں۔

"تم نے یہ اندازہ کیسے کر لیا تھا کہ وانگ کو اس پتھر کے خنجر سے ہلاک نہیں کیا گیا۔" ڈفی نے اچانک سوال کیا۔

درجل چونک پڑا۔ "میں... میرا اندازہ تھا.... لاش جس انداز سے پڑی تھی اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا۔ تم تصویروں کو غور سے دیکھو۔ بات تمہاری سمجھ میں آ جائے گی۔"

"تمہاری سمجھ میں ہماری بات آئی ہے یا نہیں؟" ڈفی نے پوچھا۔

"کون سی بات؟" درجل نے کہا۔ "تم تو جب سے آئے ہو مسلسل بول رہے ہو۔"

"تمہیں اس لڑکی سے حقیقت اگلوانی ہے۔" ڈفی نے کہا۔

"اور جب کسی حسین نوجوان لڑکی کا اعتماد حاصل کرنا ہو تو خود کو اس کا اہل ثابت کرنا پڑتا ہے۔" لونیگن بولا۔

"تم اس کی فکر مت کرو۔" درجل نے کہا۔ "میں محبت اور جنگ میں سب جائز سمجھتا ہوں۔"

درجل ٹھیک ساڑھے چھ بجے پہنچا۔ عمداً اس نے شوخ قسم کے کپڑوں کا انتخاب کیا تھا تاکہ وہ پولیس آفیسر سے زیادہ ایک البیلا نوجوان نظر آئے اور یومی کے دل سے وانگ کی موت کے صدمے کے بعد یہ احساس بھی مٹ جائے کہ اسے قتل کی تحقیقات کے لئے لے جایا جا رہا ہے۔ شام کی رنگین فضا کا روانی حسن اس کی افسردگی کو اور اس کے خوف کو ختم کرنے میں معاون ہو مگر اس نے یومی کو سیاہ کمونو میں دیکھا تو اس کا دل بجھ گیا۔ بلاشبہ اس سیاہی میں اس کے بدن کا سونا دمکنے لگا تھا مگر وہ ماتمی فضا جس سے درجل بچنا چاہتا تھا یومی پر مسلط تھی۔

"آپ نے بڑا احسان کیا مجھے مدعو کر کے مسٹر درجل۔" وہ پُر تکلف شائستہ لہجے میں بولی مگر درجل کو طنز کی معمولی سی خلش کا احساس ہوا۔ عجز و انکسار خوش اخلاقی اور تکلفات کی پابندی جاپانی طرزِ معاشرت کی بنیاد ہے۔ درجل یہ بات سمجھتا تھا لیکن یومی کے رویے میں گرمجوشی کا فقدان تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنی خوشی کے لئے کچھ نہیں کر رہی ہے۔ اس نے صرف درجل کی خواہش کے احترام میں یا کسی اور مجبوری کے سبب یہ شام باہر گزارنا قبول کر لیا ہے۔ کار میں وہ یوں بیٹھی جیسے یہ بیٹھنا اس کے اختیار کی بات نہیں۔

"کہاں چلیں۔؟" درجل نے شگفتگی سے کہا۔ "کہیں چل کے جاپانی کھانا کھائیں۔؟"

"جیسی آپ کی مرضی مسٹر درجل۔" وہ سامنے دیکھتے ہوئے بولی۔

"مجھے جاپانی کھانے پسند ہیں۔" درجل نے ڈرائیو کرتے ہوئے کہا۔ پھر خاموشی کا طویل وقفہ آیا جس میں درجل کو کشیدگی کا شدت سے احساس ہوا مگر اس نے کوششیں جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ وہ یومی کو ایک ایسے ریسٹورنٹ میں لے گیا جہاں کا ماحول سو فیصد جاپانی تھا۔ خدمت پر مامور لڑکیاں روایتی کمونو پہنے پھر رہی تھیں۔ کاغذ کی رنگین فانوس جیسی قندیلیں چھت سے آویزاں تھیں اور پوشیدہ اسٹیریو لاؤڈ اسپیکرز پر جاپانی موسیقی مدھم سروں میں بج رہی تھی۔ یومی نے کھانے سے قبل کچھ بھی پینا قبول نہیں کیا۔

"سوکی یاکی۔" درجل نے ویٹرس کو آرڈر نوٹ کراتے ہوئے کہا۔

"گوہان؟" اس نے پوچھا۔ درجل نے سوالیہ نگاہوں سے یومی کو دیکھا لیکن وہ پتھر کا بت بنی بیٹھی تھی۔

"آئی ایم سوری۔" ویٹرس بولی۔ "چاول بھی ہوں گے ساتھ؟" درجل نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"آپ کی عنایت سے مجھے بہت مدت کے بعد اچھا جاپانی کھانا کھانے کا موقع ملا ہے۔" یومی نے ویٹرس کے جانے کے بعد کہا۔

"یومی۔ یہ کیا پُر تکلف گفتگو کر رہی ہو تم؟ اور اتنی سنجیدہ
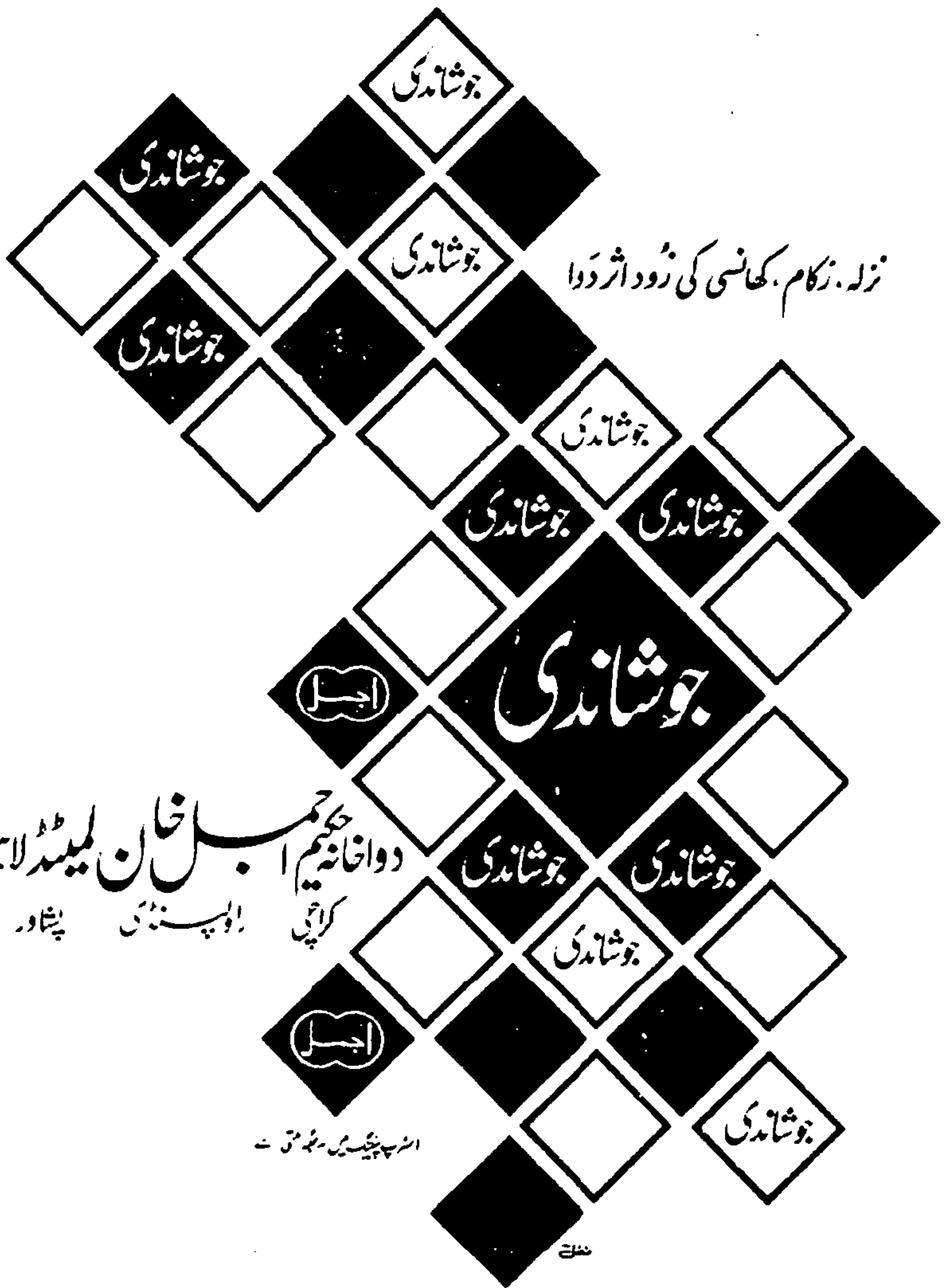
جوشاندی
نزلہ، زکام، کھانسی کی زود اثر دوا
اجمل
دواخانہ حکیم اجمل خان لمیٹڈ لاہور
کراچی راولپنڈی پشاور

کیوں ہو۔ ہنسو، مسکراؤ، باتیں کرو۔" ورجل نے کہا۔ مگر یوی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کی ایک لہر سی آئی اور لوٹ گئی۔ ویٹرس نے "سوکی یاکی" بنانے کا سامان میز پر سجانا شروع کیا۔ چھوٹا سا چولھا۔ کڑھائی جیسا فرائی پان۔ مختلف سائز اور صورت کے چمچے۔ اس کھانے کا سارا لطف یہی تھا کہ یہ میز پر کھانے والے کی نظروں کے سامنے پکا کر پیش کیا جاتا تھا۔ ویٹرس مخصوص جاپانی ادب آداب کے ساتھ ان دونوں کے سامنے کھانا تیار کر کے رکھتی گئی اور وہ خاموشی سے کھاتے گئے۔

یوی اپنے طور پر کسی سلسلۂ گفتگو کا آغاز کرنے کے موڈ میں نہ تھی اور ورجل یہ سوچ رہا تھا کہ کیا کچھوے کی طرح اپنے خول میں بند ہو جانے والی یہ کمزور اور بے ضرر نظر آنے والی، سادہ دل اور سادہ لوح دکھائی دینے والی لڑکی منشیات کے کسی بین الاقوامی گروہ کی رکن ہو سکتی ہے؟ جن نازک ہاتھوں میں وہ کھانے کی تیلیاں پکڑے بیٹھی ہے انہی سے کسی بوڑھے کے دل میں خنجر اتار سکتی ہے۔ جواب اثبات میں آتا تھا کیونکہ سنجیدگی اور افسردگی کا جو خول یوی نے چڑھا رکھا تھا وہ اب مصنوعی لگتا تھا۔ یہ ایک ایسے بوڑھے کا سوگ نہیں ہو سکتا تھا جس سے یوی کا کوئی جذباتی رشتہ نہ تھا اور جو مر کے بھی اس کے لئے لاکھوں چھوڑ گیا تھا۔ بس وہ محتاط تھی۔ چپ رہنا چاہتی تھی کہ غلط بات اس کی زبان سے نہ نکلے اور ورجل بے تکلف نہ ہو سکے۔ سیاہ کومونو کا انتخاب اور اس کی مسلسل خاموشی اور اداسی اس کے پروگرام میں شامل تھے اور اس نے ورجل کے پروگرام کو چوپٹ کر دیا تھا۔ جہاں وہ باتوں باتوں میں تین گھنٹے گزارنے آیا تھا وہاں سے ایک گھنٹے بعد واپسی کے سوا چارہ نہ رہا۔ اور یہ ایک گھنٹہ بھی کھانے کی تیاری اور دیگر مراحل کے لئے ضروری تھا۔

"آپ کہاں رہتے ہیں مسٹر ورجل۔" واپسی پر وہ کار میں بیٹھتے ہوئے بولی۔

"میرا فلیٹ قریب ہی ہے۔" ورجل نے کہا۔ "کیوں۔؟"

"اب ہم وہیں چلیں گے نا۔؟" وہ بولی۔ "یا کوئی اور پروگرام ہے؟"

"تمہیں اعتراض نہ ہو تو میرے لئے اس سے زیادہ خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے۔" ورجل نے کہا۔

"آپ اکیلے رہتے ہیں وہاں؟" یوی نے پوچھا۔ "بیوی بچے نہیں ہیں آپ کے۔؟"

"نہیں۔" ورجل نے اسکی طرف مسکرا کر دیکھا۔ "ابھی میں اکیلا ہی ہوں۔ ادھر ادھر دوسرے پولیس آفیسر رہتے ہیں۔"

باقی راستے انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔ فلیٹ کے دروازے پر رک کر ورجل نے تالا کھولا اور یوی کسی جھجک کے بغیر اندر آ گئی۔ "آپ کا فلیٹ بہت خوبصورت ہے مسٹر ورجل۔" وہ پورے کمرے پر ایک نگاہ ڈال کر بولی۔ پھر اسکی نظر دیوار کی پورٹریٹ پر ٹھہر گئی۔ یہ ایک عورت کا عریاں پوز تھا جسے خوبصورتی کو مصور نے کینوس پر اتار لیا تھا۔ "یہ ..... یہ کون ..... کس کی تصویر ہے ...؟" وہ بولی۔

"یہ ایک مشہور مصور ہے اور یہ اسکی محبوبہ ہے .... ان دونوں پر قتل کا مقدمہ تھا مگر میں نے انہیں بے گناہ ثابت کر دیا۔ اظہار تشکر کے طور پر مصور نے اپنا شاہکار مجھے پیش کر دیا۔" ورجل نے کہا۔ "اسی فلیٹ میں مکمل کی تھی اس نے یہ تصویر۔"

"میرا جسم تو اتنا خوبصورت نہیں ہے مسٹر ورجل۔ آپ کو مایوسی ہوگی۔" وہ اچانک پلٹ کر بولی۔ ورجل بھونچکا رہ گیا۔ ابتدا سے انتہا تک یوی کا رویہ اسکی سمجھ میں آ گیا۔ وہ احساس ندامت سے پانی پانی ہو گیا۔ "کیا میں کپڑے اتار دوں مسٹر ورجل۔" یوی نے پوچھا۔

"نہیں یوی۔" وہ نرمی سے بولا۔ "چلو میں تمہیں گھر چھوڑ آؤں۔ ہم یہاں کسی مقصد سے نہیں آئے تھے۔"

"پھر اس دعوت کا کیا مقصد تھا مسٹر ورجل؟" وہ بولی۔

"محض تفریح۔ پیٹ بھرنا۔" وہ زبردستی جھوٹ بول کر مسکرایا۔ اس نفسیاتی شکست کے بعد اس میں سچ بولنے کا حوصلہ ہی نہ رہا تھا۔ وہ کیسے کہتا کہ اس کا مقصد تفتیش تھا۔ لے اعتماد میں لے کر اس سے اعتراف حقیقت کرانا تھا۔ یوی یا حد درجہ بے وقوف تھی یا زبردست شاطر۔ اس نے پہلے ورجل کو دور رکھا تھا اور پھر یکلخت سارے فاصلے مٹا دیئے تھے یا وہ کچھ نہیں جانتی تھی اور مجبور تھی یا سب کچھ جانتی تھی مگر اسے اعتماد تھا کہ اپنے جسم کی رشوت سے وہ ایک پولیس آفیسر کا منہ آسانی سے بند کر سکتی ہے جو پولیس آفیسر ہونے کے علاوہ رنگین مزاج نوجوان مرد بھی ہے۔ ورجل نے اپنے رویے سے اپنی گفتگو سے اور اپنے لباس سے اپنی کمزوری تو ظاہر کر ہی دی تھی۔ اور غالباً یوی اس جیسے مردوں کی انہی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے پر مامور تھی۔

❂❂❂

"مسٹر ورجل۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "وانگ کی موت کا سبب سنگ یشب کا وہ خنجر نہیں تھا جو اس کے سینے میں گھونپا گیا تھا۔ وانگ کمزور آدمی تھا لیکن کسی بیماری میں مبتلا نہ تھا چنانچہ اس کا جسم خاصی دیر مدافعت کرتا رہا۔ مگر حملہ آور نے اسے پیچھے سے آ لیا تھا۔ گلا گھونٹنے کی علامات بالکل واضح ہیں۔ اس کے علاوہ جسم پر شدید ضربات کا اثر ہے مگر نشان کوئی نہیں ہے۔"

"پتھر کے اس کند چاقو کو مردہ آدمی کے جسم میں اتارنے کے لئے کتنی قوت درکار ہوگی۔؟" ورجل نے کہا۔

"یہ میں کسی لاش پر تجربہ کر کے ہی بتا سکتا ہوں۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "ویسے یہ کام یقیناً دشوار تھا۔"

"تھینک یو۔ غالباً اسکی ضرورت نہیں۔ اگر آپ کا کام ختم

ہو چکا ہو تو آپ وہ خنجر مجھے دے دیں۔" درجل نے کہا۔

"ہمارا کام ختم ہو چکا ہے۔" ڈاکٹر نے خنجر کو ایک کاغذ میں لپیٹ کر اسکے حوالے کر دیا۔

باہر نکلتے ہی اس نے جانی کو فون کیا۔" مجھے تم سے مشورہ کرنا ہے۔" درجل نے کہا۔

"او کے۔ تین بجے ڈائنسٹی کلب میں آجاؤ۔" جانی نے کہا۔ "میں وہیں ملوں گا۔"

درجل نے کبھی ڈائنسٹی کلب نہیں دیکھا تھا لیکن وہ ٹھیک وقت پر پہنچ گیا۔ اس نے سنا تھا کہ کلب ایشیا اور امریکہ کے کاروباری اور سیاسی افراد کا اڈہ ہے مگر کلب کی حالت دیکھ کر اسے کوئی بات غیر معمولی نظر نہ آئی۔ پہلے کی طرح ایک لڑکی نے اس کا نام اور ملاقات کا مقصد پوچھا اور جانی کو اطلاع دینے گئی اور اس کی اجازت لے کر لوٹی تو درجل کو اپنے ہمراہ اندر لے گئی۔ جانی نے بیٹھے بیٹھے مصافحہ کیا۔ درجل اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا اور خنجر اس کے سامنے رکھ دیا۔ وانگ کے خنجر کا بڑے غور سے معائنہ کیا۔ درجل اس کی صورت کو اور ان لڑکیوں کو دیکھتا رہا جو حسن مشرق کا بہترین نمونہ تھیں۔ ان کے چہروں کی شادابی اور جسم کی تازگی بتاتی تھی کہ وہ ہانگ کانگ کے چکلوں سے آنے والی یا بنکاک اور سنگاپور کے بازاروں سے برآمد کی جانے والی پیشہ ور لڑکیاں نہیں ہیں۔ گناہ کی تحریر جو بے حیائی کی بدنما تحریر کی صورت پر چپک جاتی ہے ان کے چہروں پر کہیں نہ تھی۔ شرافت اور معصومیت کا اجالا شباب کی رعنائی کا نکھار بن کر پھیلا ہوا تھا۔ کلبوں میں ایسی لڑکیوں کا وجود حیران کن تھا۔

"مسٹر درجل یہ کوئی معمولی خنجر نہیں ہے۔ یہ انتہائی قدیم تاریخی چیز ہے۔ غالباً ہن خاندان کے دور کی۔ قیمت کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔" جانی نے کہا۔

"یہ سب مجھے معلوم ہے۔" درجل نے کہا۔ "میں دراصل وانگ کے بارے میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ سنگ یشب کے علاوہ اس کا کاروبار کیا تھا۔ اور وہ لڑکی کس حیثیت میں وانگ کے ساتھ رہتی تھی۔"

"گو وہ میرا کاروباری حریف تھا لیکن وہ مضبوط کردار کا آدمی تھا۔ اس لڑکی کو وانگ نے پناہ دے رکھی تھی اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو کسی کی مجبوری سے کبھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ دوسری بات ذرا سمجھنے کی ہے۔ اس ملک میں ایک تو وہ چینی ہیں جو ترک وطن کے بعد اب امریکی ہیں۔ مگر چین میں بسنے والے انہیں ہنوز چینی ہی سمجھتے ہیں۔ چینیوں کا عقیدہ ہے کہ آدمی اپنا وطن اپنی ولدیت کی طرح تبدیل نہیں کر سکتا۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ہم اتنے ہی امریکی ہیں جتنے آپ مسٹر درجل۔ دوسرے وہ چینی ہیں جو یہاں مختلف سرکاری عہدوں پر اور وفود کے ساتھ آتے رہے۔ انہوں نے امریکہ میں آباد چینیوں سے رابطہ قائم کیا اور ان کی قومیت کے نام پر ان کی وفاداری خریدنے کی کوشش کی۔ اس میں انہیں تھوڑی سی کامیابی ہوئی اور بہت سے چینی جو امریکی شہری تھے۔ امریکہ کے خلاف جاسوسی کرنے لگے۔ میرے پاس بھی چند افراد آئے تھے مگر میں نے انہیں بھگا دیا۔ پھر خطوط آئے ہانگ کانگ سے، وہ میں نے ایف بی آئی کو دیدیئے۔"

"آپ کا مطلب ہے وانگ اس چکر میں پھنس گیا تھا" درجل نے کہا۔

"میں وثوق سے تو نہیں کہہ سکتا لیکن مجھے شبہ ہے" جانی نے کہا۔ "ممکن ہے وہ مجبور ہو گیا ہو۔"

درجل رخصت ہونا چاہتا تھا لیکن جانی نے اسے کھانے پر روک لیا اور کھانے کے بعد اپنا سنگ یشب کا ذخیرہ دکھانے لے گیا۔ درجل دلچسپی اور حیرت سے اس نادر روزگار عجائب خانے کو دیکھتا رہا جس میں انتہائی نفیس کام کے بیش قیمت نمونے جمع تھے اور جن کی مجموعی مالیت کا اندازہ کرنا درجل کے بس کی بات نہ تھی۔ "یہ سب آپ کہاں سے حاصل کرتے ہیں مسٹر جانی؟" اسنے سوال کیا۔

"مسٹر درجل بیشتر سنگ یشب برما کے ایک دور افتادہ مقام سے حاصل ہوتا ہے۔ وہاں سے یہ پہلے پیکنگ جاتا تھا لیکن انقلاب کے بعد جب فنون لطیفہ کے زوال کا دور شروع ہوا تو سنگ یشب ہانگ کانگ پہنچنے لگا۔ سنگ یشب کو تراشنا ہیرے کو تراشنے سے کم دشوار نہیں ہوتا۔ سختی اور پائیداری کے علاوہ خوبصورتی میں ہیرے کے علاوہ اسکا ثانی نہیں لیکن عموماً سبز، گلابی، سفید اور ہلکے نیلے رنگ میں ملنے والا یہ شفاف پتھر سنگتراش کے ہاتھوں کی صناعی سے ہی قیمت پاتا ہے۔ نقش و نگار کا حسن اور کام کی نفاست کے علاوہ سنگتراش کے خیال پر بھی بہت کچھ منحصر ہے وہ کیا بناتا ہے۔ آدمی یا جانور یا پھول یا کوئی منظر۔ اور کس طرح بناتا ہے۔ تصور کی خوبصورتی کو پتھر میں منتقل کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوتا ہے۔ آپ کا "یا چانگ" وہ خنجر جو آپ نے مجھے دکھایا تھا قدامت اور تاریخی حیثیت کے باعث قیمتی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو منہ مانگی قیمت دے سکتا ہوں اس کی۔"

"آئی ایم سوری۔" درجل نے کہا۔ "اول تو وہ میری ملکیت نہیں۔ میں اسکو فروخت کرنے کا مجاز نہیں۔ دوسرے وہ ابھی

نا خلف بیٹا

شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ میں شہر دیار بکر میں ایک بڑے کا مہمان تھا۔ جس کے پاس بے انتہا دولت تھی۔ اس کا ایک خوبصورت نوجوان لڑکا تھا جس سے اس کو بے حد محبت تھی۔ ایک رات وہ کہنے لگا کہ ساری عمر میں میرے یہی ایک اولاد ہوئی۔ اس جنگل میں ایک درخت ہے۔ لوگ اپنی مرادیں مانگنے وہاں جاتے ہیں۔ میں نے بہت سی طویل راتیں اس درخت کی جڑ میں بیٹھ کر خدا کے سامنے روتے ہوئے گزاری ہیں تب کہیں جا کے یہ فرزند مجھے نصیب ہوا ہے۔

سعدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ وہ لڑکا چپکے چپکے اپنے دوستوں سے یہ کہہ رہا تھا کہ اے کاش مجھے اس درخت کا علم ہوتا تاکہ میں وہاں جا کر دعا مانگتا کہ اس بڈھے سے میری جان چھوٹے۔

آلۂ قتل ثابت نہ ہونے کے باوجود شہادت کے لئے پیش کی جانے والی اشیاء میں شامل ہے۔ آپ مس یوی سے بات کریں شاید مقدمے کی سماعت کے بعد وہ سودا کر لیں۔ ممکن ہے فیصلے سے پہلے ہی "یا چانگ" واپس کر دیا جائے۔"

"مس یوی؟" جانی نے کہا "کیا وانگ سب کچھ اسے دے گیا ہے؟"

"میرا خیال تھا یہ بات آپ کے علم میں ہوگی۔ وصیت کی رو سے مس یوی ہی وانگ کی قانونی وارث ہے۔" درجل نے کہا۔

ایک بار پھر وہ ڈون واٹس برن کے پاس پہنچا۔ "ڈون" اس نے کہا۔ "تم نے ایک بار کہا تھا کہ تمہارا بڑا لڑکا منشیات کی لت کا شکار ہے۔ اور تم نے یہ بھی کہا تھا کہ وانگ تمہارا دوست تھا۔"

ڈون کی بھنویں تن گئیں۔ "اگر تم یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہتے ہو کہ میرے بیٹے کو میرے دوست نے منشیات کا عادی بنا دیا تو یہ بات غلط ہے۔ رابن۔ میرا بیٹا کبھی وانگ سے نہیں ملا۔ وانگ اس قسم کا آدمی نہیں تھا جو کسی کے اعتماد کو دھوکا دے۔ اور رابن بھی اب یہ لت ترک کر چکا ہے۔ وانگ کے بارے میں بھی میرا پختہ یقین یہی ہے کہ اس نے کبھی کوئی ناجائز کاروبار نہیں کیا۔ اسے ضرورت ہی نہ تھی منشیات کے غیر قانونی اور غیر اخلاقی کاروبار میں ملوث ہونے کی۔"

"کیا تم اپنی اس تجربہ گاہ میں "کیسٹو بیڈ میڈون" پر بھی تحقیق کر رہے ہو؟" درجل نے اچانک کہا "یعنی کلیراڈون پر؟"

حسب توقع اس کا شدید ردعمل ہوا۔ "تمہیں کس نے بتایا؟" ڈون چونک کر بولا پھر مسکرایا اور درجل کے کچھ کہنے سے قبل ہی اپنی بات شروع کر دی۔ "خیر مجھے اس سے کیا۔ بہرحال یہ اطلاع درست ہے۔ مگر ہم اسے مقفل رکھتے ہیں اور اس کا ایک ذرہ بھی غائب نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اتنی خطرناک چیز ہے کہ لیبارٹری میں کام کرنے والے بھی چہرے پر نقاب چڑھا کر اسے ہاتھ لگاتے ہیں۔"

"امریکہ میں اس کی موجودگی کا علم کب اور کیسے ہوا؟"

"سب سے پہلے اس کا پتا لاس اینجلز میں چلا۔ چند ماہ قبل۔ اس جاپانی لڑکی یوی کے وانگ کے گھر پہنچنے کے چند دن بعد پہلی بار ایک کیس ہوا۔ وہ شخص جس نے یہ زہر استعمال کیا تھا ہسپتال پہنچ کر مر گیا۔" ڈون نے اس کے سامنے ایک دراز کھول کر چھوٹی سی شیشی نکالی۔ اس میں پھٹکری جیسی سفید رنگ کی چھوٹی چھوٹی ٹکریاں سی تھیں "استعمال اس کا بھی ہیروئن کی طرح ہوتا ہے۔ انجکشن کے ذریعے۔" ڈون نے کہا۔ لیکن درجل کا ذہن یوی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کیا حسن اتنا قاتل بھی ہو سکتا ہے کہ نظر زہر ہے ایک نظر میں دارو۔ ایک ہتھیلی پہ حنا ایک ہتھیلی پہ لہو؟ ایک ادا معصومیت۔ ایک تہمت معصیت؟

کاغذ کے اکتیس ٹکڑے میز پر درجل کے سامنے پھیلے ہوئے تھے۔ ان سب پر اس کے اپنے ہاتھ کی تحریر سبز روشنائی میں نمایاں تھی۔ ان ٹکڑوں کو اس نے ایک مخصوص ترتیب دی اور غور سے دیکھ کر سر ہلایا۔ درمیان کے چند ٹکڑوں کی جگہ بدلی اور پھر اس نئی ترتیب کو بھی مسترد کر دیا۔ اکتیس میں سے تین ٹکڑے منتخب کر کے اس نے ایک بار پھر رد و بدل کیا اور پوری میز پر تاش کے پتوں کی طرح جمے ہوئے کاغذ کے پرزوں کی مدد سے کسی نتیجے پر پہنچنے کے لئے سوچ میں ڈوب گیا۔ وہ اپنے اس کھیل میں صبح سے منہمک تھا۔ ایسے میں پولیس چیف کی مداخلت اسے سخت ناگوار گزری۔

"یہ کیا چکر ہے؟" پولیس چیف نے پوچھا۔

"ابھی خود میری سمجھ میں نہیں آیا تو تمہیں کیا بتاؤں" درجل نے چڑ کر کہا "وانگ کے قتل کا مسئلہ خاصا پیچیدہ ہو گیا ہے۔ حقائق کچھ ثابت کرتے ہیں واقعات کچھ۔ اور میں اس سارے سلسلے کی کڑیاں ملانے کی کوشش میں مصروف ہوں مگر مجھے درمیان میں کچھ گڑبڑ لگتی ہے۔ دنیا کہتی ہے وہ بڑا شریف النفس باضمیر اور اصول پرست آدمی تھا۔ اس کا کوئی دشمن نہیں تھا۔ بڑے مضبوط کردار کا مالک تھا۔ اس لڑکی کو محض خدا ترسی میں پناہ دے رکھی تھی۔ اس کے برعکس وانگ کا منشیات کے دھندے میں ملوث ... ثابت ہوتا ہے۔ وہ لاوارث لڑکی اب وانگ کی وارث بنی ہے۔ کہتی ہے لیکن وکیل کہتا ہے اسے خبر نہیں۔ اس کا اور ایک خطرناک نشے کا امریکہ میں ایک ہی وقت میں نزول ہوتا ہے مگر اس کی معصوم صورت دیکھ کر اس کی ہلاکت آفرینی کا اعتبار نہیں آتا۔"

"اور اسطرح تم کیا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟" چیف نے میز پر جھکتے ہوئے کہا۔

"سر دست کچھ نہیں!" ورجل نے کہا" جب تک درمیان کی خالی جگہ بھی نہ بھر جائے!" اسنے میز پر جمے ہوئے نقشے کی طرف دیکھا۔" اگر میرا نظریہ درست ہوا تو شام تک یہ معمہ حل ہو جائے گا!"

چیف کی آمد اتفاقیہ تھی۔ اسکے جاتے ہی ورجل وانگ کے وکیل سے ملنے اسکے گھر جا پہنچا۔ دروازہ کھولنے والی اس کی بیوی تھی۔ ورجل نے اپنا شناختی کارڈ دکھایا۔ فاتن گولڈ کی بیوی خاصی خوبصورت عورت تھی۔" کیا آپ میرے شوہر کی گرفتاری کا وارنٹ بھی لائے ہیں" وہ بولی۔ اسکے انداز میں مذاق سے زیادہ تمسخر کا پہلو تھا۔

" یہ خیال کیوں آیا آپ کو مسز فاتن گولڈ۔ آپ کے شوہر میرے دوست بھی تو ہو سکتے ہیں۔ ہمارا پیشہ بھی تقریباً ایک ہے!"

"میں معذرت چاہتی ہوں۔ اندر آئیے" مسز گولڈ نے خفت سے کہا۔

فاتن گولڈ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمودار ہوئے لیکن اسنے رسمی قسم کے اخلاق سے اپنے جذبات کو چھپا لیا" کیا خدمت کر سکتا ہوں میں اسوقت آپ کی۔؟"

" میں بے وقت اور کسی اطلاع کے بغیر آنے پر شرمندہ ہوں مسٹر فاتن گولڈ لیکن آپ اسے ڈیوٹی سمجھئے۔ میں نے جانی کا اور ایک شخص ہاروے کا سنگ یشب کا مجموعہ دیکھا ہے۔ وانگ کے خریدار آپ بھی تھے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ایک نگاہ آپ کے شوق پر بھی ڈال لوں!" ورجل نے کہا۔

" شوق سے دیکھئے۔ جو کچھ ہے آپ کے سامنے ہے!" فاتن گولڈ نے کہا۔" لیکن ایک بات بتائیے۔ کیا وانگ کے ذخیرے میں سے کچھ چوری بھی ہوا ہے جو آپ یہ تکلیف کر رہے ہیں۔ میرا مطلب ہے کیا قتل کرنے والا چور تھا!"

" جی نہیں، چوری کا کوئی شبہ نہیں" ورجل نے کہا۔ اسکی نگاہ سنگ یشب کے ان نوادرات پر تھی جو پورے کمرے میں بڑی خوبصورتی سے سجائے گئے تھے۔ ہر نمونہ شیشے کے کیس میں رکھا تھا اور کیس دیواروں پر آویزاں تھے۔ اونچے اونچے اسٹولوں پر سجے ہوئے تھے اور کونوں میں رکھے تھے۔ شیشہ اس حد تک صاف تھا کہ ہر نمونہ صاف دکھائی دیتا تھا۔ تزئین و آرائشگی کا مجموعی تاثر بڑا دلکش تھا" ترتیب و آرائش کے اس انداز میں مجھے کسی عورت کا حسن ذوق کارفرما نظر آتا ہے" ورجل نے کہا۔

" آپ کا اندازہ درست ہے۔ یہ میری بیوی کا کام ہے!" فاتن گولڈ نے کہا۔

ورجل نے ایک ایک چیز کو غور سے دیکھا اور گھر کا رُخ کیا۔ گھر پہنچ کر وہ اس کتاب کو لے کر بیٹھ گیا جو فاتن گولڈ کے کہنے کے مطابق سنگ یشب پر سند کی حیثیت رکھتی تھی جب کتاب ختم ہوئی تو رات بھی ختم ہو چکی تھی لیکن میز پر جمے ہوئے کاغذ کے اکتیس پرزوں کی درمیانی جگہ نہ بھر سکی تھی۔ اس نے مایوسی سے کتاب کو ایک طرف پھینک دیا اور نیند سے بوجھل آنکھوں کا اور سر کی گرانی کا علاج کرنے کے لیئے کافی بنانے لگا اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

" ورجل،" لونیگن نے کہا" میں تمہیں ایک بات بتانا چاہتا تھا جو ممکن ہے تمہارے لیئے بھی کارآمد ہو۔ ہمیں ایک مخبر نے اطلاع دی تھی کہ میکسیکو سے ترپیٹھ کلو ہیروئن آ رہی ہے۔ وہ ہم نے پکڑ لی۔ بھیجنے والے نے فوراً مزید مال دوسرے راستے سے روانہ کیا لیکن پہلے والے مخبر نے اسکی اطلاع بھی وقت پر پہنچا دی اور ہم نے دوسری کھیپ بھی پکڑ لی۔ اس مخبر کا کہنا ہے کہ مقتول وانگ کا اس کاروبار سے تعلق تھا۔ قتل کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے!"

مسٹر وانگ کے خریدار بڑے معتبر لوگ تھے۔ ایک تو خود ڈون واش برن تھا۔ دوسرا وانگ کا وکیل فاتن گولڈ تھا اور اس قسم کے لوگوں پر براہ راست شبہے کا اظہار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ خود وانگ کے بارے میں رائے عامہ بہت اچھی تھی اور اس دولت کو دیکھتے ہوئے جو وہ یومی کے لیئے چھوڑ گیا یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ اسے منشیات کے ناجائز کاروبار سے دولت کمانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ورجل حالانکہ صرف قتل کی تحقیقات کر رہا تھا لیکن لونیگن نے اس سے درخواست کی تھی کہ اگر اسے منشیات کے دھندے میں ملوث ایسے افراد کے نام پتے معلوم ہو جائیں جو وانگ کے شریک کار تھے۔ تو وہ متعلقہ معلومات لوس اینجلز پولیس ڈیپارٹمنٹ میں کمانڈر رانیس کو کمرہ نمبر تین سو اکیس میں دے جہاں سے اسے وقت ضرورت مدد بھی مل سکے گی۔

گزشتہ چار دن میں چار اموات ہو چکی تھیں اور احتیاطی تدابیر کے باوجود" کیسٹو بیڈ میڈون" کا زہر تیزی سے پھیل رہا تھا۔ پولیس سب کچھ جانتے ہوئے بھی بے بس تھی اور کسی پر ہاتھ ڈالتے ہوئے ڈرتی تھی۔ مسئلہ ثبوت کی فراہمی کا تھا۔ خود ورجل کے لیئے یومی کی شخصیت

بڑی پر فریب تھی۔ فاتن گولڈ کے کہنے کے باوجود درجل کے لئے یقین کرنا دشوار تھا کہ یومی کو اپنے لکھ پتی ہونے کا علم نہیں یا اسے وانگ کی نیت کا وصیت سے قبل ہی علم نہ تھا۔ اگر وانگ اس حد تک نیک دل تھا کہ اسنے ایک لاوارث لڑکی کو سہارا دینے کے باوجود کبھی اسکی مجبوری سے فائدہ نہیں اٹھایا اور ہمیشہ اس پر اعتماد کیا تو اسے وصیت نامے کو پوشیدہ رکھنے سے کیا حاصل تھا۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ اسنے کبھی یومی سے اپنے ارادے کا ذکر تک نہ کیا ہو۔ یہ کوئی معیوب بات نہ تھی اور یومی کو اس پر کوئی اعتراض بھی نہ ہو سکتا تھا۔ وانگ کے بارے میں اسکی موت کے بعد ہونے والے انکشافات سے قتل کا سبب متعین کرنے میں کوئی مدد نہیں ملی تھی۔ جو بات درجل کو کھٹکی تھی وہ ہاردے کے بارے میں یومی کا تذبذب تھا۔ اسنے پہلے یہ بات چھپانے کی کوشش کی تھی کہ وانگ کے سنگ یشب کے ذخیرے میں سے کوئی چیز فروخت بھی ہو چکی ہے۔ یہ ایسی بات نہ تھی کہ وہ بھول جاتی۔ پھر جب اسنے ہاردے کی دی ہوئی رسید یومی کے حوالے کی تھی تو یومی نے رسید کی بجائے نگاہ اسکی صورت پر رکھی تھی اور درجل کو اسکی نگاہوں میں تشویش نظر آئی تھی۔ اسنے بڑے غور سے درجل کو دیکھا تھا۔ یوں جیسے وہ کسی راز کے افشا ہونے کے خوف میں مبتلا تھی۔ لیکن یہ احساس فوراً ہی مٹ گیا تھا۔

اس وقت وہ اپنے سامنے ٹیلی فون ڈائرکٹری کھولے بیٹھا تھا جس میں ہاردے نام کے بہت سے لوگ تھے۔ محض ہاردے کافی نہیں تھا۔ نام کے آگے پیچھے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ ایک ایک کر کے وہ ہر فون نمبر دیکھتا گیا۔ مطلوبہ پتے پر رہنے والا ہاردے اسیٹ ثابت ہوا۔ اب اسنے حصص کا لین دین کرنے والے کمیشن ایجنٹوں کے نمبر ملانے شروع کئے۔ بالآخر ایک کمپنی کے منیجر نے کہا۔ "یس سر ہماری معرفت ہی مسٹر ہاردے خاصے بڑے پیمانے پر حصص کی خرید فروخت کا بزنس کرتے ہیں۔"

"کیا یہ ممکن ہے کہ میں اس سال کے دوران ہونے والی خرید و فروخت کی تفصیلات دیکھ سکوں۔ ایک قتل کی تفتیش کے سلسلے میں۔۔؟"

"قانونی طور پر تو ہم اسکے پابند نہیں لیکن جو لوگ اپنے کاروبار کے بارے میں کسی کو کچھ بتانا نہیں چاہتے وہ واضح ہدایات دیدیتے ہیں۔ مسٹر ہاردے نے ہمیں ہدایات تو نہیں دیں مگر وہ برا مان سکتے ہیں کہ ان سے اجازت کیوں نہیں لی گئی۔ ہاں اگر مسٹر ہاردے کو معلوم نہ ہو تو۔" منیجر نے حوصلہ افزا لہجے میں کہا۔

"انہیں قطعی علم نہ ہوگا۔" درجل نے یقین دلایا۔ وہ کمپنی کے دفتر میں ایک الگ تھلگ کمرے میں بیٹھ کر ہاردے کے پورے سال کا حساب دیکھتا رہا۔ صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام ہو گئی۔ وہ کارآمد معلومات کو نوٹ کرتا گیا۔ حصص کے کاروبار کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے اسکے پاس چند مستند حوالے تھے جن سے اسے خاصی مدد ملی اور جب شام کو منیجر نے بھی رخصت طلب کی تو درجل کو اندازہ ہوا کہ اور سب لوگ جا چکے ہیں۔

اسنے دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا مگر اسکے لئے یہ اطمینان کافی تھا کہ اسکی محنت رائگاں نہیں گئی۔ وہ کاغذات چوکیدار کے سپرد کر کے نکل آیا۔ "آئی ایم سوری۔" اسنے اخلاقاً منیجر سے معذرت طلب کی۔ "صرف ایک بات اور بتا دیجئے۔ کیا مسٹر ہاردے کسی اور کے ذریعے بھی یہ کاروبار کر سکتے ہیں۔ کسی اور کمیشن ایجنٹ کے وسیلے سے جس کا آپ کو علم نہ ہو۔ کبھی آپ نے سنا ہو کہ۔۔۔"

منیجر نے نفی میں سر ہلایا۔ "قطعی نہیں۔ ہم انہیں سب سے زیادہ مراعات دیتے ہیں۔ کیا مسٹر ہاردے نے کسی کو قتل کر دیا ہے مسٹر درجل۔۔؟"

"میں سر دست یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ مسٹر ہاردے کیا کسی کے بارے میں بھی نہیں۔" درجل نے کہا۔ وہ ہاتھ ملا کر اپنے اپنے راستے پر چل پڑے۔

درجل نے ابھی دفتر میں قدم رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اسنے ریسیور اٹھا لیا۔ "مسٹر درجل۔" یومی نے کہا۔ "میں پہلے بھی فون کر چکی ہوں آپ کو۔ میرا ایک ملازم غائب ہے۔ مسٹر وانگ کا ایک پرانا خادم۔"

"یومی۔ تمہارے علاوہ بھی وانگ کے گھر میں کوئی تھا۔" درجل نے تعجب سے کہا۔ اسنے ابتک صرف یومی کو دیکھا تھا۔ خود یومی نے بھی کسی خادم کی موجودگی کا کبھی ذکر نہیں کیا تھا اور وہ یہی سمجھتا تھا کہ اتنے بڑے گھر میں وہ تنہا رہتی ہے۔ "کیا نام تھا اسکا۔؟"

"چن سو۔" یومی نے کہا۔ "تین دن سے اسکا پتا نہیں پہلے دن مجھے امید تھی کہ وہ لوٹ آئے گا چنانچہ میں نے آپ سے ذکر نہیں کیا۔ میں معذرت چاہتی ہوں۔ پھر۔ پھر مجھے یاد نہیں رہا۔"

درجل کو یومی کے لہجے کی سادگی پر تصنع کا گمان ہوا۔ اس گھر میں جہاں گھر کا مالک قتل ہوا ہو کسی ملازم کی اچانک گمشدگی کو تین دن تک چھپائے رکھنا بھول نہیں کہلا سکتا۔ اپنی صورت اور اپنے انداز کی معصومیت کا سہارا لے کر وہ اب معذرت کرنے پر آمادہ تھی۔ غالباً اسے یقین تھا کہ وہ چن سو کو فرار کے لئے مناسب وقت فراہم کرنے کے بعد اس الزام سے بچ جائے گی اور درجل کو بے وقوف

بنا کر قاتل کی مدد کے جرم کی پردہ پوشی کرے گی۔ ان حالات میں اس ملازم پر قتل کا مجرم ہونا ثابت نہیں ہوتا تھا تو اس کے خلاف شبہات کو تقویت ضرور پہنچی تھی۔ ورجل نے فون بند کر دیا اور مزید گفتگو یومی سے براہ راست کرنے سیدھا وانگ کے گھر جا پہنچا۔ یومی نے خود ہی دروازہ کھولا۔ وہ خاموشی سے اسکی صورت دیکھتا رہا۔ "مسٹر ورجل!" یومی نے کہا۔ "آپ کا خیال ہے کہ چن سو قاتل تھا؟ وہ میرے آنے سے پہلے بھی مسٹر وانگ کے پاس تھا اور مسٹر وانگ اس پر بہت مہربان تھے۔ وہ بہت نیک لڑکا تھا۔ میرا خیال ہے وہ ڈر کر بھاگ گیا ہے۔ اسے ڈر ہو گا کہ پولیس اس پر شبہہ کرے گی۔"

ورجل نے یومی کی بات کو نظر انداز کر دیا۔ "عمر کیا تھی اسکی۔ حلیہ کیا تھا؟" وہ ایک صوفے کی پشت پر ٹکتے ہوئے بولا۔

"عمر۔۔" یومی نے قدرے تامل سے کہا۔ "میرا اندازہ ہے۔ پچیس یا اٹھائیس کے درمیان ہو گی۔ قد۔۔۔ آپ سے شاید ایک انچ زیادہ۔۔۔ مگر وہ ذرا تندرست تھا آپ کی نسبت۔"

"اس کے باوجود تم اسے لڑکا کہتی ہو۔" ورجل نے کہا۔ "تم سے کیا وہ عمر میں مجھ سے بھی زیادہ تھا!"

"دراصل مسٹر وانگ اسے ہمیشہ لڑکا کہتے تھے۔۔۔ مجھے بھی عادت پڑ گئی۔" یومی نے کہا۔ "مسٹر وانگ اس پر بہت بھروسہ کرتے تھے۔"

"کس قسم کا بھروسہ؟ کیا انہیں کوئی خطرہ لاحق تھا جو انہوں نے چن سو کو محافظ کے طور پر رکھ لیا تھا۔ وہ خود کمزور اور بوڑھے تھے۔"

"مسٹر وانگ یہ ضرور کہتے تھے کہ ان کی زندگی غیر یقینی ہے لیکن کسی بوڑھے کی زبان سے یہ بات عجیب نہیں لگتی۔" یومی نے کہا۔ "اور کچھ مجھے معلوم نہیں۔"

ورجل خاموشی سے سگریٹ پیتا رہا۔ یہ لڑکی اس کے لئے گورکھ دھندا بنتی جا رہی تھی۔ اسکا حسن اور اسکی سادگی اعتماد کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ تھے اور وہ اپنی اس صلاحیت سے فائدہ اٹھانا بھی جانتی تھی۔ "یومی!" اس نے اچانک کہا۔ "میں ایک نظر مسٹر وانگ کے سنگ یشب کے ذخیرے پر ڈالنا چاہتا ہوں۔"

یومی نے تائید میں سر ہلایا اور اسے اپنے ہمراہ لے گئی۔ الماریاں اسی طرح مقفل تھیں اور ہر چیز اپنی جگہ تھی۔ پہلی نگاہ ڈالتے ہی ورجل کو جو بات نمایاں طور پر نظر آئی وہ ہر نمونے کا سائز تھا۔ کوئی سے دو نمونے ایک جیسے نہ تھے لیکن ڈیزائن کے فرق کے علاوہ ان سب کی جسامت الگ الگ تھی۔ ہر نمونے کے ساتھ ہی وہ ڈبہ بھی رکھا تھا جس میں وہ پیک ہو کر آیا تھا اور خریدار کو دیا جاتا تھا لیکن کوئی سے دو ڈبے شکل وصورت اور جسامت میں ایک جیسے نہ تھے۔ کوئی زیادہ لمبا تھا تو کوئی زیادہ چوڑا۔

"یومی" ورجل نے پوچھا۔ "کیا یہ ڈبے سب الگ الگ بنتے ہیں؟"

یومی نے کہا۔ "ہر ڈبہ نمونے کی پیمائش کے بعد بنایا جاتا ہے۔ اسکے سائز کے عین مطابق۔"

"کیوں۔؟" ورجل نے کہا۔ "اگر بڑے ڈبے میں چھوٹا نمونہ رکھ دیا جائے تو کیا نقصان ہے۔ آرڈر پر ایک ہی سائز کے ڈبے بنوانے سے لاگت کم ہو سکتی ہے۔"

"یہ لاگت کی بات نہیں مسٹر ورجل۔ ہنرمندی کی بات ہے۔ خریدار بھی کوئی غریب لوگ نہیں ہوتے وہ اپنے شوق کی اور فنکار کی محنت کی قیمت ادا کر سکتے ہیں تو چند ڈالر کے ڈبے کی کیا بات ہے۔ انہیں ہر چیز نفاست اور خوبصورتی کے ساتھ پیش کرنا کاروباری نقطہ نظر سے فائدہ مند رہتا ہے ورنہ دینے کو چیز براؤن پیپر یا اخباری کاغذ میں لپیٹ کر بھی دی جا سکتی ہے۔" یومی نے کہا۔

یومی کی بات درست تھی لیکن اس نے ورجل کو مطمئن نہیں کیا۔ "بے شک بڑی چیز چھوٹے ڈبے میں نہیں رکھی جا سکتی لیکن کسی بڑے ڈبے میں چھوٹی چیز رکھی جائے تو خالی جگہ کو بھرا جا سکتا ہے۔ انہی باریک کاغذ کی کترنوں سے جو ہر ڈبے میں تھوڑی بہت رکھی جاتی ہیں۔ اس سے کوئی بدصورتی پیدا نہیں ہوتی اور چھوٹی چیزیں زیادہ محفوظ ہو سکتی ہیں۔"

"یہ کام روایات پر چل رہا ہے جناب۔ ڈبے بنانے والے کاریگر ہر ڈبہ آرڈر پر تیار کرتے آئے ہیں۔ آج تک کسی فیکٹری سے مشینوں پر ڈبے بنوانے کا خیال نہیں آیا۔ ہاتھ کے کام کا جو منفرد حسن یہ کاریگر پیدا کرتے ہیں مشین کے ڈیزائن میں نہیں آتا۔" یومی بولی۔

"میں ایک ڈبہ دیکھنا چاہتا ہوں۔" ورجل نے کہا۔ بہت سوچ بچار کے بعد اس نے اپنے خیال کی تصدیق کا فیصلہ کیا تھا۔ یومی نے ایک دراز سے چابیاں نکالیں اور الماریوں کے قفل کھول دیئے۔ ورجل نے ایک ڈبہ اٹھایا اور اسکی بناوٹ پر غور کیا۔ باری باری تین چار مختلف سائز کے ڈبے دیکھنے کے بعد اس نے ایک ڈبہ نکال لیا۔ دیکھنے میں فرق صرف جسامت کا تھا یا نقش و نگار کا جو باہر بنے ہوتے تھے۔ اندر سے سب پر ساٹن کا استر تھا۔ وہ جگہ جہاں کوئی چیز رکھی جاتی تھی ابھری ہوئی تھی اور

معلوم ہوتا تھا کہ نرم گدے میں اسفنج جیسی کوئی چیز رکھی گئی ہے۔ درجل کو ڈھکن اور اردگرد کی دیواروں کے درمیانی حصے میں بھی اسی قسم کا نرم ابھار محسوس ہوا لیکن ڈبے کی تہہ کا ابھار واضح طور پر زیادہ تھا۔ درجل نے اپنی جیب سے چاقو نکالا۔ "یومی۔ میں ایک ڈبے کا پوسٹ مارٹم کرنا چاہتا ہوں۔" درجل نے اجازت طلب نگاہوں سے یومی کو دیکھا۔

"مسٹر درجل۔ اس قسم کے ڈبے یہاں نہیں بنتے۔" یومی نے کہا۔ "وہ نمونہ۔۔۔۔۔"

"اگر کسی خریدار نے اس ڈبے کے بغیر نمونہ خریدنے سے انکار کیا تو میں کسی جیولر سے کوئی ڈبہ لا دوں گا جو اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگا اور وہ پھر بھی رضامند نہ ہوا تو یہ نمونہ میں خرید لوں گا۔" درجل نے اسکی بات کاٹتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ پھر یومی کی طرف دیکھے بغیر اس نے پوری احتیاط سے ڈبے کی ایک سائڈ کو اپنے چاقو کی نوک ڈال کر الگ کیا۔ پیتل کی باریک کیلیں معمولی سے دباؤ سے نکل آئیں۔ خلاف امید ساٹن کے نیچے ٹھوس لکڑی تھی۔ دیوار اندر سے کھوکھلی نہیں تھی۔ "سوری۔" درجل نے ڈبے کو نیچے رکھ کر مایوسی سے کہا۔ "ایک کپ چائے مل سکتی ہے مجھے۔؟" اس نے خفت سے یومی کی طرف دیکھا۔ یومی نے مسکرا کر سر ہلایا۔ اور باہر نکل گئی۔ جب درجل کو اسکے باورچی خانے میں پہنچنے کا یقین ہوگیا تو اس نے ڈبے کی تہہ سے چپکے ہوئے ساٹن کے استر کو ایک طرف سے الگ کر دیا۔ اسکے نیچے مضبوط مومی کاغذ کا لفافہ رکھا تھا اور اس میں قلمیں سی تھیں جو دیکھنے میں پھٹکری کی طرح لگتی تھیں — باریک باریک سفید رنگ کی نوکیلی اور لمبی قلمیں جن کا مجموعی وزن دو اونس کے قریب تھا۔ یومی کے چائے لے کر آنے تک اس نے لفافے کو جیب میں رکھ لیا تھا اور لوٹتے ہوئے ڈبے کو پھر اسطرح جوڑ دیا تھا کہ پیتل کی کیلیں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئی تھیں اور ساٹن پھر درمیان میں دب گیا تھا۔ "میرے خیال میں اب یہ ڈبہ چل سکتا ہے۔" درجل نے ڈبہ یومی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔" وہ ڈبے کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے بولی۔ "آپ نے سارا کام بڑی صفائی سے کیا ہے۔"

◆◆◆

ان دونوں کا لباس الگ الگ تھا لیکن دیکھنے والے کو وہ ایک جیسے لوفر لگتے تھے۔ چھٹے ہوئے بدمعاش قسم کے آوارہ گرد۔ اپنے حلیے کو مزید غیر شریفانہ بنانے کے لئے دونوں نے بالوں کو یوں منتشر کر لیا تھا جیسے انہیں دھوتے اور کنگھی کئے مہینہ بھر ہو چکا ہے۔ رات کے وقت بھی وہ سیاہ چشمہ چڑھائے گلے میں باہیں ڈالے ایک فلمی سانگیت گاتے جا رہے تھے۔ اور بار بار رک کر قہقہہ لگا کے ہاتھ ملاتے تھے۔ چائنا ٹاؤن کے اس علاقے میں سڑکوں پر برائے نام روشنی تھی۔ بیشتر مکان معمولی حیثیت کے لوگوں کے تھے اور مکینوں کی خستہ حالی کی منہ بولتی تصویر۔ ویران گلیوں میں دیواروں سے ٹیک لگا کے یا کھلے دروازے میں بیٹھ کر سگریٹ پینے والی لڑکیاں سنگاپور اور ہانگ کانگ اور کلکتے کے قحبہ خانوں میں بسنے والی مخلوق کی طرح ہر راہگیر کو پرامید نگاہوں سے دعوت نظارہ دے رہی تھیں۔ چائنا ٹاؤن ہر بڑے شہر میں تھا۔ لیکن کہیں بھی اس علاقے کے باسی صرف چینی نہ تھے۔ ان میں مشرق بعید کے خطے میں آباد ہر قوم کے افراد شامل تھے جو سیاسی اور جغرافیائی تقسیم کے باوجود اپنی نسلی صفات کے باعث ایک سمجھے جاتے تھے۔ تھائی لینڈ اور کوریا اور فلپائن اور جاپان کے رہنے والے سب کے سب مجرم نہ تھے۔ گردش حالات کا شکار ہو کر نقل وطن کرنے والے اس معاشرتی اور معاشی نظام میں اپنے لئے کوئی باعزت مقام نہ حاصل کر سکے تھے تو اس کے متعدد اسباب تھے۔ کچھ غریب ہی رہے تھے اور مقدر پر قانع۔ کچھ غربت اور تعصب کے خلاف انتقامی ردعمل میں جرائم پیشہ بن گئے تھے۔ انہوں نے دیگر افراد کو ان کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر اپنے ساتھ شریک کر لیا تھا اور یوں ان افراد کے گروہ وجود میں آ گئے تھے جو اب ہر چائنا ٹاؤن کو بدنامی کا داغ بنا کر ہر مہذب شہر پر چسپاں کر دیا تھا جنہوں نے دیگر جرائم پیشہ افراد کو بھی اسی علاقے میں اپنی غیر قانونی سرگرمیوں کا مرکز بنانے کی دعوت دی تھی اور جنہوں نے پولیس کی اور معزز شہریوں کی نگاہ میں چائنا ٹاؤن کی حیثیت کو جرائم پیشہ افراد کی جنت اور وہاں رہنے والے ہر شریف شہری کی حیثیت کو مشتبہ بنا دیا تھا۔

"اے سٹر" درجل نے ایک سیاہ فام کا راستہ روک لیا۔ "خاک یشب ملے گی۔؟"

"خاک یشب۔؟" سیاہ فام نے غرا کر کہا۔ "وہ کیا ہوتی ہے؟"

"بڑی عمدہ چیز ہوتی ہے۔" درجل نے تعریفی انداز میں سر ہلا کر پولیس چیف کی طرف دیکھا جو اسکے کندھے پر کہنی ٹکائے کھڑا تھا۔

"اڑنے کے کام آتی ہے۔" چیف نے کہا۔ اپنے ہاتھ سے اس نے یوں اشارہ کیا جیسے اس نے کسی کبوتر کو فضا میں چھوڑا ہے۔

"تم دونوں نشے باز ہو۔" سیاہ فام نے کہا۔ "جاؤ اپنا کام کرو۔ میں باکسر ہوں۔ پولیس کے چکر میں نہیں پڑتا۔ سمجھے۔؟" اس نے مکا بنا کر دکھایا اور درجل کا راستہ کاٹ کر نکل گیا۔ "غلط ہو گیا یہ بھی۔ خیر۔" درجل نے کہا۔ "آدمی سرد مزاج اور صلح جو تھا۔"

اے حمید پیش کرتے ہیں
شباب پروڈکشنز کی جذبات انگیز تخلیق

محبت ایک کہانی

مصنف و ہدایتکار: شباب کیرانوی
موسیقی: ایم اشرف
نغمات: قتیل شفائی، مسرور انور
مکالمے: ریاض الرحمٰن ساغر
عکاسی: صادق موتی

ستارے

• ندیم • کویتا • امبر • مسعود اختر •
• شبنو • اسلم پرویز • ناظم • تمنا • سیما •
• ننھا • نیلوفر • صادق علی •
• ابراہیم نفیس اور نیر سلطانہ •

ریلیز۔ شباب پکچرز ۔ لاہور

"کون بھاری پڑتا ہے؟" چیف نے اسکے ساتھ چلتے چلتے کہا۔ "جوڈو جاننے والا یا باکسر؟"

"معلوم نہیں۔ میں اسوقت آزمانا نہیں چاہتا تھا۔" ورجل نے کہا۔ "ورنہ ابھی معلوم ہو جاتا۔"

"یہ خاک یشب کی اصطلاح کس نے بتائی تمہیں؟" چیف نے کہا۔

"میرے پاس سنگ یشب پر جتنی کتابیں ہیں شاید کسی ایک شخص کے پاس نہیں ہونگی۔" ورجل نے فخر سے کہا اور اپنی بے سری آواز میں دوسرا گیت شروع کر دیا۔ جگہ جگہ غلیظ بار اور کافی ہاؤس کھلے ہوتے تھے اور رات کو جاگنے والے ہر طرح کے لوگ ماحول سے بے نیاز بیٹھے تھے۔ تھرڈ کلاس نائٹ کلبوں سے بے ہنگم موسیقی کا شور آوازوں کے شور میں مل کر پھیل رہا تھا۔ عریاں فلمیں دکھانے والے سنیما ہاؤس اور فحش ڈرامے اسٹیج کرنے والے تھیٹر آخری شو پیش کر رہے تھے۔ ورجل کو شو کے اختتام پر کامیابی کی امید تھی۔

"دو گھنٹے ہو گئے ہمیں خاک چھانتے۔ معلوم تو یہ ہوتا ہے کہ خاک یشب کا نام بھی یہاں کوئی نہیں جانتا۔" چیف نے کہا۔

"یہ بات نہیں۔ یہ لوگ نئے آدمی سے محتاط رہتے ہیں۔ جب تک کوئی قابل اعتماد آزمودہ قسم کا خریدار ساتھ نہ ہو بات بھی نہیں کرتے مگر تجربہ کار اور زیادہ دلیر قسم کے لوگ خطرہ بھی مول لے لیتے ہیں۔" ورجل نے کہا۔

کچھ دیر بعد ورجل کی بات درست ثابت ہوئی۔ کئی جگہ سے دھکے کھانے اور دھتکارے جانے کے بعد بالآخر ان کی منت سماجت اور حالت زار دیکھ کر ایک شخص ان کی مدد پر آمادہ ہو گیا۔ ورجل نے اپنی جاہلانہ سیاہ فام انگریزی میں تقریباً رو کر اسے یقین دلایا کہ گزشتہ چوبیس گھنٹے میں انہیں خاک یشب کا ایک ذرہ بھی نہیں ملا ہے وہ اس شخص کے پیروں سے لپٹ گیا۔ "خدا کے لئے۔ یسوع مسیح کے لئے۔ تم میرے دوست ہو۔ میرے بھائی ہو۔ میرے باپ ہو۔" وہ ان لوگوں کی طرح جنہیں لت پوری کرنے کے لئے نشہ دستیاب نہ ہوا ہو اپنی عزت نفس اور خودداری کیا خود اپنے آپ کو بیچنے پر تیار تھا۔ "میں مر جاؤں گا۔ میں خودکشی کر لونگا۔" چیف کو اس اداکاری پر حیرت بھی تھی اور ہنسی بھی آرہی تھی لیکن وہ سنجیدگی سے ورجل کا ساتھ دینے پر مجبور تھا۔ بالآخر وہ شخص جو دیکھنے میں جاپانی یا کوریائی لگتا تھا ان دونوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرکے روانہ ہو گیا۔ اسکی ہدایت کے مطابق وہ اس سے سو قدم پیچھے چلنے لگے۔ "بہترین اداکاری کا ایوارڈ اس بار تمہیں دیا جائے گا۔ میری طرف سے۔" چیف نے آہستہ سے کہا۔

"اگر تم کل تک زندہ رہے تو یہ بات ضرور بھول جاؤ گے۔ مجھے معلوم ہے۔" ورجل نے کہا۔ "فی الحال ہم موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔"

"تمہارا مطلب ہے انہوں نے ہمیں پہچان لیا ہے۔؟" چیف نے کہا۔

"یہی تو دیکھنا ہے۔" ورجل نے کہا۔ "تم نے گذشتہ دنوں چھاپے مار کر سارے دھندے کو چوپٹ کر دیا ہے۔ بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں تمہارے دشمن ہو گئے ہیں اور مجھے تو تعجب ہے کہ تمہارا منیجر ابھی تک زندہ ہے۔ سپلائی تقریباً بند ہے اور جو نشے کے عادی ہیں پاگل ہو رہے ہیں۔ جو کاروبار کرتے تھے ذریعہ معاش سے محروم خالی ہاتھ بیٹھے ہیں۔"

ان کے پیچھے ایک کار کی ہیڈ لائٹس نمودار ہوئیں جسکی آواز سے انہوں نے اندازہ لگایا کہ جیپ ہے۔ چند سیکنڈ بعد جیپ عین ان کے سامنے آکر رکی۔ تین پولیس مین اترے اور انہوں نے ٹارچ کی روشنی میں ان دونوں کی صورتوں کو دیکھا۔ ورجل چیف کے گلے میں باہیں ڈالے کھڑا تھا۔ "کیا بات ہے مسٹر؟" اس نے لوفروں کے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ "کیوں روکا ہے ہمارا راستہ۔؟"

ایک پولیس مین نے جیب سے قلم اور کاغذ نکالا۔ "پڑھنا لکھنا آتا ہے تم دونوں کو۔؟"

"اوہ ہاں۔" پولیس چیف نے جھوم کر کہا۔ "ہم پڑھ کے بتا سکتے ہیں کہ نوٹ پانچ ڈالر کا ہے یا دس کا۔ نکالو۔"

"شٹ اپ۔" پولیس مین نے کہا۔ "ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم نشے میں ہو یا نہیں۔ اس کاغذ پر ایک دائرہ بناؤ۔"

ورجل قلم اور نوٹ بک لئے کچھ دیر سوچ میں ڈوبا رہا پھر بڑی احتیاط سے اسنے ایک تکون بنا دی۔ "یہ لو۔ کیا مکمل دائرہ بنایا ہے۔ تمہارا باپ پرکار سے بھی نہیں بنا سکتا تھا۔" ورجل نے نوٹ بک واپس تھماتے ہوئے کہا۔ دوسرے پولیس مین نے رستی کے ساتھ ساتھ چاک سے تقریباً دس فٹ لمبی لکیر بنائی۔ "کم آن۔" اس نے ورجل سے کہا۔ "ایک کنارے پر کھڑے ہو جاؤ اور دوسرے کنارے تک لکیر کے اوپر چلتے جاؤ۔" دو قدم چل کر ورجل لکیر سے ہٹ گیا اور ترچھا چلنے لگا۔ پندرہ فٹ کے قریب چلنے کے بعد وہ رکا تو لائن کے دوسرے کنارے سے ایک گز دور تھا۔ "اس کے آگے لکیر نہیں ہے۔" ورجل نے پلٹ کر کہا۔

اسے نوٹ بک چیف کے ہاتھ میں نظر آئی۔ پھر اس نے چیف کو لکیر کے آغاز سے روانہ ہوتے دیکھا۔ خود ورجل کی طرف کسی کی توجہ نہ تھی۔ کیونکہ اسکا نشے میں ہونا ثابت ہو چکا تھا جب اس

— نے چیف کو ایک دائرے میں گھوم کر پھر وہیں آ کر کھڑے ہوتے دیکھا جہاں سے وہ چلا تھا تو ورجل کے لیے ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔

جیپ سے چوتھا پولیس مین اترا جو غالباً ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ دو نے ورجل کو گرفت میں لینے کی کوشش کی۔ "تمہیں ہمارے ساتھ پولیس اسٹیشن چلنا پڑے گا۔" ایک سارجنٹ نے غرا کر کہا۔

"ہم تمہارے ساتھ جہنم میں بھی نہیں جائیں گے۔" ورجل نے لہرا کر کہا۔ گرفت بہت سخت تھی اور بظاہر ورجل کی مزاحمت بے سود نظر آتی تھی لیکن دوسرے لمحے دونوں پولیس سڑک پر چت نظر آئے۔ کچھ دیر وہ ہکا بکا ٹھنڈی سڑک پر لیٹے آسمان کو دیکھتے رہے اور غالباً یہ غور کرتے رہے کہ وہ کہاں ہیں۔ نشے میں دھت نظر آنے والے سیاہ فام نے پلک جھپکتے میں جوڈو کا ایک معمولی داؤ بڑی مہارت اور خوبصورتی سے استعمال کیا تھا۔ پھر وہ دونوں بڑی پھرتی سے اٹھے اور ان کے ہاتھ بے اختیار ریوالور کی طرف گئے۔

"بس!" چیف نے چلا کر کہا۔ وہ دونوں پولیس مین اسکی آواز پر چونکے۔ اسکے ساتھ ہی ورجل کی ہنسی کی آواز سنائی دی۔

"آئی ایم سوری۔" ورجل نے اپنی اصل آواز میں کہا۔ "چوٹ تو نہیں آئی کسی کو۔"

"مسٹر ورجل!" ایک پولیس مین نے کہا۔ "غالباً میری ریڑھ کی ہڈی کا ہر جوڑ چٹخ گیا ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔ یہ دوسرا شخص کون ہے آپ کے ساتھ۔؟ مجھے شکل کچھ جانی پہچانی لگتی ہے!"

"انہیں تمہارے محکمے کا سربراہ اعلیٰ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔" ورجل نے مطلع کیا۔ خفت زدہ پولیس مین اظہار ندامت اور معافی کے رسمی الفاظ کے بعد رفوچکر ہو گئے۔ ورجل کا خیال تھا کہ اس مداخلت بے جا نے کامیابی کا آخری دروازہ بھی بند کر دیا ہے۔ مگر ان کے آگے آگے چلنے والا شخص گلی کے ایک موڑ پر ان کا منتظر تھا۔

"یہ کیا گڑبڑ تھی۔" اس نے مشتبہ لہجے میں پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" ورجل نے بے نیازی سے کہا۔ "چار الو کے پٹھے تھے۔ بالکل ان پڑھ۔ کہتے تھے کاغذ پر ایک دائرہ بنا دو۔ ہم نے بنا دیا۔ بالکل گول۔" ورجل نے انگلی کو ہوا میں گھمایا۔ اس شخص نے غالباً ورجل کو جوڈو کا داؤ استعمال کرتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ یہی سمجھا کہ پولیس نے انہیں نشے میں مدہوش سمجھ کر روکا اور بنا چلانے کے لئے مروجہ امتحان لے کر چھوڑ دیا۔ وہ پھر آگے پیچھے روانہ ہو گئے۔ پیچ در پیچ گلیوں کے تاریک اور متعفن ماحول سے گزر کر وہ ایک گیراج نما کمرے کا زنگ خوردہ آہنی دروازہ اٹھا کر اندر داخل ہوئے۔ وہاں گھاس کے فرش پر ایک لڑکی گھٹنوں کو پیٹ سے لگائے پڑی تھی۔ پندرہ سولہ برس کی ایک لڑکی انہیں دیکھ کر چونکی۔ وحشت میں اس نے اپنے سر کے بال نوچ رکھے تھے اور کپڑے پھاڑ لیے تھے۔ اس کی آنکھوں میں وحشت تھی اور بدن پر خراشیں۔ عنفوان شباب کی تازگی کی جگہ اسکی صورت پر پژمردگی تھی۔ غنچہ نورستہ کی بجائے وہ ایک مسلا ہوا بے رنگ اور خشک پھول لگتی تھی۔ وہ بجلی کی طرح لپک کر اٹھی اور اس جاپانی سے چمٹ گئی۔ "مجھے کچھ دے دو۔ میں تمہیں سب کچھ دے سکتی ہوں۔" وہ چلائی۔ "کتنے پیسے چاہئیں، بولو۔ سو ڈالر۔ کیا میں سو ڈالر کی بھی نہیں ہوں؟"

جاپانی کے ایک دھکے سے وہ نیچے جا گری۔ "اسے دو دن سے کچھ نہیں ملا۔ مال آنا بند ہو گیا ہے۔ قیمت بہت چڑھ گئی ہے۔" وہ ہنسا۔ "سو ڈالر۔ خود ایک ڈالر کی نہیں بات سو ڈالر کی کرتی ہے کتیا۔" اس نے نفرت سے کہا۔ پھر وہ ورجل کی طرف پلٹا۔ "اور یہ جن کی خاطر ہم سارا خطرہ مول لیتے ہیں انہی میں سے کوئی نمک حرامی پر اتر آیا ہے ہر روز مال پکڑا جا رہا ہے۔ یہی حالت رہی تو دھندا ختم ہو جائے گا۔ ہم پکڑے جائیں گے اور ان حرامزادوں میں سے کوئی ہمیں نہیں بچا سکے گا۔"

گیراج کے بغل میں ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ پھر ایک تاریک کمرہ تھا جس کے ایک کونے میں زینہ نظر آ رہا تھا۔ وہ ڈگمگاتے ہوئے قدموں سے زینے پر چڑھنے لگے۔ زینہ ایک دروازے پر ختم ہو گیا جس کے پیچھے طویل کاریڈور تھا۔ زرد رنگ کا معمولی سا بلب پورے کوریڈور کے آخری حصے میں روشن تھا لیکن جاپانی پہلے ہی دروازے پر رک گیا۔

"یس" اندر سے کسی نے کہا۔ وہ تینوں کمرے میں داخل ہوئے اور اسکی روشنی میں انہیں اپنے سامنے جانی نظر آیا۔ "مسٹر ورجل" وہ بولا۔ "تھینک یو ویری مچ۔ آپ خود ہی یہاں چلے آئے۔ اور آپ نے اپنے ہی دوستوں پر جوڈو آزمایا۔ تمہارے ساتھ چیف ہے نا۔"

ورجل کو اس صورت حال نے حیران کر دیا تھا۔ وہ احمقوں کی طرح جانی کی صورت کو دیکھ رہا تھا۔

"تم ہمارے تعاقب میں تھے؟" چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔" جانی بولا۔ "اگر میرے آدمی آپ کی حفاظت پر مامور نہ ہوتے تو آپ زندہ سلامت نہ یہاں پہنچتے نہ اپنے گھر۔ اس بدلے ہوئے حلیے کے باوجود۔ آپ جن سو کی تلاش میں ہیں نا؟"

ورجل تقریباً اچھل پڑا۔ "تمہیں یہ بھی معلوم ہے۔؟"

جانی نے جواب میں کسی کو آواز دی۔ سیاہ چست پتلون اور جرسی پہنے پیروں میں سلیپر ڈالے ایک تندرست و توانا شخص اندر داخل

ہوا۔ اس کے انداز و اطوار گواہ تھے کہ وہ جوڈو اور کراٹے کا ماہر ہے۔ عین ممکن ہے اسی کی طرح بلیک بیلٹ بھی ہو۔ وہ لڑنے کے لباس میں تھا۔ جس کے سلیپر ایک سیکنڈ میں اتر سکتے تھے اور درجل جانتا تھا کہ لڑنے والوں کا سب سے مہلک ہتھیار پیر شمار ہوتے ہیں۔ جانی نے ان دونوں کو اپنے سامنے رکھی ہوئی پرانی وضع کی مگر آرام دہ کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "یہ جن سو ہے مسٹر درجل۔" جانی نے کہا۔ "لیکن اس نے وانگ کو قتل نہیں کیا ہے۔"

"پھر یومی کو اور تمہیں جن سو کی موجودگی کو چھپانے کی کیا ضرورت تھی۔؟" درجل نے کہا۔

"مسٹر درجل۔ شاید آپ کو میری ایک بات یاد ہو گی۔ میں نے کہا تھا کہ چین میں رہنے والے نقل وطن کر جانے والوں کو اب بھی چینی سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے خیالات انہی کی طرح انقلابی ہو چکے ہیں اور ہم نظریاتی طور پر ان سے متفق ہیں۔ بات یہ نہیں ہے۔ ہم جس خطۂ زمین پر پہنچے ہیں اسی کو اپنا وطن بنا لیا ہے اور ہماری وفاداری اسی زمین میں سے ہے جہاں ہم آباد ہیں۔" جانی نے کہا۔ وانگ بھی ایک ایسے ہی چکر میں آ گیا تھا۔ وہ ایمانداری سے سنگ یشب کی خرید و فروخت کرتا تھا۔ وہ سنگ یشب کا تاجر ہی نہیں شوقین بھی تھا۔ ماہر بھی تھا۔ اور قدرداں بھی۔ اسے قطعی علم نہ تھا کہ "کیٹو بیڈ میڈ دن" جیسی خطرناک چیز کس طرح سنگ یشب میں چھپا کر بھیجی جا رہی ہے۔ لیکن یہ بات چھپی نہیں رہ سکتی تھی۔ سب سے پہلے اسے باردے پر شبہ ہوا۔ مسٹر درجل۔ جب کوئی ماہر فن سنگ یشب کے نادر نمونوں میں سے کسی ایک یا دو کا انتخاب کرتا ہے تو اس کے لئے بڑی دشواری ہو جاتی ہے۔ اسے سب نمونے خوبصورت لگتے ہیں۔ وہ طے نہیں کر پاتا کہ کسے خریدے اور کسے چھوڑ دے۔ باری باری وہ سب کو دیکھتا ہے ان کے حسن کی تعریف کرتا ہے اور بالآخر اپنی استطاعت کے مطابق کسی کو منتخب کر لیتا ہے۔ وانگ نے محسوس کیا تھا کہ باردے کو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہوتی۔ وہ باقی نمونوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ براہ راست ایک یا دو چیزیں اٹھاتا ہے۔ اور قیمت پھینک کر چند سیکنڈ میں نکل جاتا ہے۔ اپنے طور پر اس نے یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ باردے کو سنگ یشب کا خاک بھی پتا نہیں۔ اسکی معلومات ایک عام آدمی سے بھی کم ہیں۔ چنانچہ اسکا شک بجا تھا کہ باردے کسی اور کے لئے یا کسی اور مقصد کے تحت خریدار بنا ہوا ہے۔ آپ کی طرح اس نے معمولی سی کوشش کے بعد اس حقیقت سے آگاہی حاصل کر لی تھی کہ یہ نشہ کہاں سے اور کیسے آ رہا ہے۔ وہ پھنس چکا تھا۔ مگر اس نے باردے سے اقبال جرم کرا لیا اور خود ہانگ کانگ گیا تا کہ مال فراہم کرنے والوں کو خبردار کر دے۔ انہیں بتا دے کہ آئندہ کبھی کسی کے مال میں گڑبڑ ہوئی تو وہ ایف بی آئی کو رپورٹ کر دے گا۔ وہ اپنا دھندا ابھی چوپٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اس نے رپورٹ کرنے کی بجائے دھمکی دینا کافی سمجھا۔ لیکن اسکی دھمکی بے اثر ثابت ہوئی۔" وہ چند لمحوں کے لئے رکا اور ایک گھنٹی بجائی۔ حسن مشرق کا شاہکار ایک سیامی لڑکی بڑی نزاکت سے اندر داخل ہوئی۔ وانگ نے چینی جیسی کسی زبان میں اس سے کچھ کہا اور وہ سر جھکا کر نکل گئی۔ درجل نے چند الفاظ سن کر اندازہ لگایا کہ جانی نے کافی لانے کا حکم دیا ہے۔

"یہ لڑکی یومی انہی اسمگلنگ کرنے والوں کی نمائندہ بن کر پہنچی تھی!"

جانی نے افسردگی سے نفی میں سر ہلایا۔ "وہ فی الحقیقت ایک لاوارث جاپانی لڑکی ہے جس کے گھر کے سب افراد ۶ اگست ۱۹۴۵ء کو مارے گئے تھے۔ یہ تاریخ آپ کو یاد ہے سر؟" جانی نے چیف سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اس روز کئی لاکھ جاپانی شہریوں پر آپ نے ایٹم بم کا پہلا کامیاب تجربہ کیا تھا اور جنگ جیت لی تھی۔ مگر یومی اس وقت اپنے گھر سے بہت دور تھی۔ بدھ بھکشوؤں کے ایک معبد میں۔ وانگ نیک دل آدمی تھا۔ وہ یومی کو اپنے ساتھ لے آیا۔ اپنی بیٹی بنا کر۔ اسے زندگی کی وہ تمام مسرتیں فراہم کیں جو ایٹم بم کی نذر ہو گئی تھیں۔ ان سب کی محبت دی جو ایٹم بم پر قربان ہو گئے تھے۔ وانگ دنیا سے الگ تھلگ رہنے والا آدمی تھا لیکن وہ یومی سے کہتا تھا کہ اس طرح بند کمروں میں پردے ڈال کر نہ بیٹھے۔ دنیا میں رہنا ہے تو دنیا کے سامنے جائے۔ اس نے یومی کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ کس قسم کے خطرے سے دوچار ہے۔ ہو سکتا ہے اسکی دھمکی کا الٹا اثر ہو اور اسکی اپنی جان خطرے میں پڑ جائے۔ یومی نے یہ سب کچھ نہیں دیکھا تھا وہ ایسی خطرناک باتوں سے ڈرتی تھی۔ اور زندگی میں دوسری بار شفقت اور محبت سے محروم ہونا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے ساری بات مجھے بتا دی۔ اور مجھ سے درخواست کی کہ میں وانگ کی حفاظت کا انتظام کروں۔"

خادمہ کافی کی ٹرے لئے اندر آئی اور میز پر رکھ کے چپ چاپ چلی گئی۔

"آپ نے کنگ فو کا نام سنا ہے کبھی مسٹر درجل۔؟" جانی نے کافی بناتے بناتے پوچھا۔

"ہاں!" درجل نے کہا۔ "یہ چین کا فن حرب ہے۔ جوڈو اور کراٹے کی طرح۔"

"چن سو کو ہم نے وانگ کی حفاظت کے لئے درآمد کیا تھا. ناجائز طریقے سے!" جانی بولا۔ "اگر ہم جائز طریقہ اختیار کرتے تو ہمارے دشمن خبردار ہو جاتے۔ اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ اس جرم پر چن سو کو گرفتار کریں اور واپس ارسال کر دیں کیونکہ وہ جس مقصد کے لئے آیا تھا وہ پورا نہ ہو سکا۔" جانی نے کہا۔ "وانگ مارا گیا۔ اب چن سو کی موجودگی کا کوئی جواز نہیں۔ وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی غائب بھی ہو جائیگا۔"

"تم نے یہ ساری معلومات فراہم کرنے میں تاخیر سے کام لیا ہے جانی۔" ورجل نے کہا۔ "اگر ابتدا ہی میں یہ بات ہمیں معلوم ہو جاتی تو شاید ہم وانگ کو بھی بچا لیتے اور ان کو بھی پکڑ لیتے جو اس کے دشمن تھے۔ چن سو کے مقابلے میں ایف بی آئی اور سی آئی اے اور انٹرپول جیسے ادارے یقیناً زیادہ موثر کردار ادا کر سکتے تھے۔"

"یہ آپ کی خوش فہمی ہے مسٹر ورجل۔ ہم سب جو حالات سے واقف تھے، ورد وانگ کو بچانا چاہتے تھے اپنی انتہائی کوشش کے باوجود کچھ نہ کر سکے تو آپ کیا کرتے۔ آپ کو تو کچھ بھی معلوم نہیں تھا وانگ کی موت سے قبل۔ اور آپ کو اب بھی دعوت ہے اپنی اور ایف بی آئی وغیرہ کی کارکردگی اور صلاحیت کا تو انہیں پکڑ کر دکھائیے جو وانگ کو قتل کرنے کے بعد بھی یہیں گھوم رہے ہیں۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ وانگ نے کس کس کو شریک راز بنایا تھا۔ یہ تو آپ کو معلوم ہو ہی گیا ہے کہ وانگ کا یہ راز جاننے والی یومی تھی۔ میں ہوں، اور ہاردے ہے۔ کیا آپ ہمیں بچا سکتے ہیں؟" جانی نے تلخ لہجے میں کہا۔

"مسٹر جانی۔" ورجل نے کافی دیر بعد کہا۔ "آپ یہ بھی جانتے ہونگے کہ وانگ کی وارث یومی ہے۔ اور یومی سنگ یشب کے سارے ذخیرے کو فروخت کر کے رقم کسی کاروبار میں لگانا چاہتی ہے جس میں خطرہ نہ ہو۔ آپ کے خیال میں وہ سب نوادرات کتنی مالیت کے ہونگے؟"

جانی کچھ دیر سوچتا رہا۔ "وہ سب کم سے کم پچاس سے ساٹھ لاکھ ڈالر مالیت کے ضرور ہونگے۔"

"مجھے نہیں معلوم مسٹر وانگ کے پاس کون کون آتا تھا۔ میں تو ایک طرح سے سیلز گرل کا کام کرتی تھی۔ جب کوئی چیز بک جاتی تھی تو اسے پیک کر کے خریدار کے حوالے کر دیتی تھی۔" یومی نے نظریں اٹھائے بغیر کہا۔

"لیکن تم چند خریداروں کے بارے میں ضرور جانتی تھیں کہ وہ کیا لینے آتے ہیں۔" ورجل نے کہا۔

"مسٹر وانگ نے مجھے منع کر رکھا تھا کہ میں اپنی زبان سے کسی کا نام نہ لوں۔ میں ان کا حکم ان کی زندگی میں نہیں ٹال سکتی تھی۔"

"مگر تم جانتی ہو کہ ایک بار یہ حکم ٹال چکی ہو تم۔" ورجل نے کہا۔

"وہ ..... وہ میں مجبور ہو گئی تھی۔ مسٹر وانگ کی وجہ سے نہیں مسٹر ہاردے کی وجہ سے۔" یومی نے رکتے رکتے کہا۔ اس کا چہرہ انگاروں کی طرح دہک رہا تھا۔ "وہ مجھے ... خریدنا چاہتا تھا۔ مسٹر وانگ نے اسے بے عزت کر کے گھر سے نکال دیا تھا مگر اس نے جاتے جاتے کہا تھا کہ وہ مجھے اغوا کرے گا اور . . . اور مسٹر وانگ کو . . . مسٹر وانگ کو قتل کر دے گا۔" یومی نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ "مسٹر وانگ ایک گریٹ آدمی تھے۔" ورجل اٹھ کر یومی کے ساتھ جا بیٹھا۔ غیر ارادی طور پر اس کے بازوؤں نے یومی کے شانوں کے گرد حلقہ کر لیا اور یومی کسی ننھی سی چڑیا کی طرح سمٹ کر اس کی آغوش میں سما گئی۔ وہ اس کے جسم سے لگی لرزتی رہی اور ورجل اس کے بالوں کو اس کی آنکھوں کو اس کے لبوں کو چومتا رہا۔ کچھ دیر بعد اس کی حالت سنبھلی تو وہ کچھ کہے بغیر باہر نکل گئی۔ بیس منٹ بعد وہ کافی کی ٹرے لے کر آئی تو ہاتھ منہ دھو لینے اور معمولی سی آرائش حسن کے بعد وہ پہلے جیسی یومی تھی۔ حسین معصوم اور پیار کے قابل ۔ پرستش کے قابل۔

"یومی۔" ورجل نے کہا۔ "اگر جانی پر اتنا بھروسہ نہ کیا ہوتا تم نے اور قانون سے مدد طلب کی ہوتی تو بہتر تھا۔ مگر خیر اب جو میں کہتا ہوں وہ کرو۔ جان کا خطرہ تم کو ہی نہیں، اسے بھی ہے جسنے وانگ کی حفاظت کرنے کی کوشش کی تھی۔"

چن سو بت بنا دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ انگریزی سے نابلد ہونے کے باعث وہ اس گفتگو کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے باہر سے آنے والے کس کس نمونے میں وہ زہر پوشیدہ ہوتا ہے۔"

یومی نے نفی میں سر ہلایا۔ "سب میں نہیں ہوتا لیکن دیکھنے میں وہ سب ایک جیسے لگتے ہیں۔"

ورجل نے ہر الماری کے سامنے رک کر ہر نمونے کے باکس کو غور سے دیکھا۔ واقعی سب دیکھنے میں ایک جیسے تھے۔ آخر ہاردے چند سیکنڈ میں یہ کیسے جان لیتا تھا کہ اسے کون سا نمونہ اٹھانا ہے۔ کمال فن سے متاثر ہونے والی بات تو تھی نہیں۔ ورجل سوچتا رہا اور پھر اچانک اسے ایک معمولی سے فرق کا احساس ہوا۔ دیکھنے میں یہ کوئی خرابی نہ تھی۔ کاریگر کی غلطی بھی نہ کہی جا سکتی تھی۔ یہ کہنا بھی مشکل تھا کہ کسی نے عمداً ایسا کیا۔ نگاہ اس باکس کے ظاہری حسن اور اس کے اندر رکھے ہوئے نمونے کی خوبصورتی میں کھو جاتی تھی اور یہ بات کسی کی توجہ کا سبب نہیں

بنتی تھی کہ لکڑی کے بہر دل جسے پر سامنے کی طرف جو ہک جیسی کنڈی
لگی ہوئی ہے اور جسکی شکل الٹے سوالیہ نشان یا مچھلی پکڑنے کے
کانٹے جیسی ہے وہ سیدھی ہے یا الٹی. لیکن حقیقت یہ تھی کہ چند باکس
صرف اس حد تک دوسروں سے مختلف تھے کہ ان میں کنڈیوں کا
رخ الٹا تھا ـــ بائیں جانب سے نیچے کے سوراخ میں فٹ
ہونے کی بجائے ان کنڈیوں کا کونا دائیں طرف سے سوراخ میں
داخل ہوتا تھا. الٹے سوالیہ نشان جیسی کنڈی ڈھکن میں لگی ہوئی
تھی اور پیتل کا چمکیلا حلقہ سا نیچے باکس میں لگا ہوا تھا. ایک ایک
کرکے ورجل نے وہ باکس الگ کئے جن میں کنڈیوں کی سمت
ایک تھی. دھڑکتے دل سے اس نے ایک باکس اٹھایا جسکی کنڈی
دائیں سے بائیں بند ہوتی تھی. اسکا پیندہ خالی تھا. پھر اس نے
دوسری قسم کا باکس لیا جس میں ہک بائیں سے دائیں فٹ ہوتا
تھا. اسکی تہہ میں ساٹن کے نیچے موٹی لفافہ موجود تھا اور اسی جیسے دوسرے
سارے ڈبوں میں موجود تھا. ہر ڈبے کو اس نے پوری احتیاط اور
مہارت سے کھولا اور بند کیا تھا اور اب یہ بات اسکی سمجھ میں آچکی
تھی کہ بار وے کس طرح چند سیکنڈ میں کوئی نمونہ منتخب کر لیتا تھا.
وہ نمونہ دیکھتا ہی نہ تھا. ایک نگاہ باکس پر ڈالتا تھا اور جس پر
ہک بائیں سے دائیں بند ہوتا تھا اٹھائے جاتا تھا. یومی بڑے
غور سے تمام کارروائی کو دیکھ رہی تھی. "یومی." ورجل بولا. "مجھے
تم سے ایک بات کہنی ہے." یومی نے پرامید نگاہوں سے اُسے
دیکھا. ورجل نے اسکا ہاتھ تھام کر کہا. "میری طرف دیکھو. کیا
تمہیں مجھ پر اعتماد ہے؟"

"اعتماد ـــ" وہ مایوسی سے بولی. "صرف اعتماد. ہم مجھے
تو یہ خوش فہمی تھی کہ تم مجھے چاہتے ہو. اتنا ہی جتنا میں تمہیں چاہتی
ہوں. میرا خیال تھا تم کہو گے یومی مجھے تم سے محبت ہے یہی بات
کوئی جاپانی لڑکی اپنی زبان سے کبھی نہیں کہہ سکتی."

ورجل نے پھر اسے اپنے بازوؤں میں قید کر لیا. "دیکھو
یومی. کوئی ذمہ دار آدمی اداۓ فرض کے دوران یہ بات کیسے
کہہ سکتا ہے. لیکن کیا یہ بات کہنے کی ہوتی ہے؟ کیا یہ کہنے سے
زیادہ سمجھنے کی بات نہیں ہوتی؟"

"ورجل ـــ ورجل." وہ اس سے چمٹ کر بولی. "میں بالکل
اکیلی ہوں. . . . اکیلا آدمی کیسے زندہ رہ سکتا ہے ورجل."

"دیکھو یومی. تمہیں زندہ رہنا ہے. اپنے لئے بھی اور میرے
لئے بھی. اسلئے جو میں کہہ رہا ہوں وہ غور سے سنو. میں یہ اعلان
کرنا چاہتا ہوں کہ تم اپنا سارا سنگ یشب کا ذخیرہ بیچنا چاہتی ہو
اور اسکا مقصد صرف مسٹر وانگ کے قاتلوں کو گرفتار کرنا ہے."

یومی نے تعجب سے اسکی طرف دیکھا. "یہ مسٹر وانگ کا ذخیرہ
ہے مسٹر . . . ورجل . . میں کیسے فروخت کر سکتی ہوں. ان
کا کوئی وصیت نامہ ضرور ہوگا. ان کے بیوی بچے اب بھی چین میں
ہیں."

"مسٹر وانگ نے سب کچھ تمہارے لئے چھوڑ دیا ہے یومی.
وصیت نامے کی رو سے تم اس سب کی مالک ہو." ورجل کو یوں
لگا جیسے وہ گر کر بیہوش ہو جائے گی. دولت ملنے کی خوشی سے زیادہ
مسٹر وانگ کی نیکی اور دریا دلی شفقت اور محبت کے اس
مظاہرے نے اسے اداس کر دیا. وہ اس محبت بھرے دل کو
یاد کر کے رونے لگی جس میں کسی سنگدل نے سنگ یشب کا خنجر
اتار دیا تھا. وہ دل جو قیمتی پتھر کے اس سارے خزانے سے کہیں
زیادہ بیش قیمت تھا. سنگ یشب کی اور دنیا بھر کے نایاب
ہیروں کی سختی کے مقابلے میں وہ نرم دل پھول کی پتی کی طرح تھا.

♥♥

"مسٹر فائن گولڈ." ورجل نے کہا. "اخبار میں یہ اشتہار دینے
کا مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ خریدار جمع ہو سکیں اور مس
یومی کو اس سامان کی زیادہ سے زیادہ قیمت موصول ہو."

"آپ کا کہنا درست ہے." بار وے نے اسکی بات کاٹ
کر کہا. "لیکن مسٹر ورجل نیلام میں قیمت بہت زیادہ بڑھ جاتی
ہے. مجھے مسٹر وانگ کی زندگی میں ان کے ذخیرے سے چند نمونے
خریدنے تھے. کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں نیلام سے قبل مناسب
قیمت ادا کر کے مس یومی سے خرید لوں. ؟"

"یہ مس یومی اور ان کے وکیل کے طے کرنے کی بات ہے
مسٹر بار وے اور مسٹر فائن گولڈ تو اس وقت یہاں موجود ہی
ہیں." ورجل نے کہا.

"تقریباً یہی صورت حال میری ہے." ڈون واش برن
نے کہا. "میں بھی نیلام سے قبل ہی چند چیزیں خریدنا چاہتا ہوں."

ورجل نے مسکرا کر فائن گولڈ کی طرف دیکھا. "شوقین تو
آپ بھی ہیں وکیل صاحب. آپ کی نظر کس کس چیز پر ہے؟"

"مسٹر ورجل." بار وے نے کہا. "ہم ہر چیز کی وہ قیمت ادا
کرنے کو تیار ہیں جو مس یومی کے لئے قابل قبول ہو."

"مجھے کسی چیز کی صحیح قیمت کا اندازہ نہیں ہے." یومی نے
آہستہ سے کہا.

"اسکا فیصلہ مسٹر جانی کریں گے. وہ خود بھی سنگ یشب
کے سودے کرتے ہیں اور اپنی معلومات اور تجربے کی بنا پر
انکی رائے یقیناً سند کی حیثیت رکھتی ہے." ورجل نے کہا. پھر

وہ یومی کی طرف پلٹا۔" مس یومی کیا آپ کو مسٹر جانی کی طے کردہ قیمت پر سودا قبول ہوگا۔ غالباً مسٹر جانی کو اس ذخیرے میں سے اپنے لئے کچھ منتخب کرنا ہو۔"

یومی نے اقرار میں سر ہلایا۔" یہ لوگ نیلام سے قبل کوئی چیز خریدنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ یہ سب مسٹر وانگ کے دوست تھے، پہلا حق ان کا ہے۔"

" تو کیا۔ . . . ہمیں اجازت ہے کہ ہم ایک نظر اس ذخیرے کو دیکھ لیں۔" ہاردے نے کہا۔

یومی نے چابی چن سو کو دیدی۔" چن سو آپ کو سب کچھ دکھا دے گا۔"

" اگر کسی ایک چیز کے دو خریدار ہونگے تو فیصلے کا اختیار مس یومی کو ہوگا۔" فائن گولڈ نے کہا۔

" اور اگر آپ سب کو اعتراض نہ ہو تو میں بھی ساتھ چلوں۔ محض شوقیہ۔ اسلئے نہیں کہ مجھے اعتماد نہیں آپ میں سے کسی پر۔" ورجل نے کہا۔ اعتراض کی گنجائش بھی نہ تھی۔ وہ چاروں چن سو کے پیچھے روانہ ہوئے تو ورجل ان کے پیچھے ہولیا۔ ہال جیسے کمرے میں داخل ہونے کے بعد آٹھ منٹ کے اندر اندر فائن گولڈ نے چار نمونے منتخب کر لئے۔ ہاردے نے نو منٹ تیس سیکنڈ میں تین نمونے پسند کئے اور جانی نے پندرہ منٹ میں پندرہ۔ ڈون واش برن نے تین منٹ چون سیکنڈ میں تین نمونوں کا انتخاب کیا۔ اس دوران وہ اپنے بیٹے کو سنگ یشب کے اس ذخیرے کے حسن پر لیکچر بھی دیتا رہا۔ اسکا یہ بیٹا نشہ آور ادویات کی علاج گاہ سے حال ہی میں شفایاب ہو کر لوٹا تھا۔ اسکی لت چھٹ گئی تھی مگر صحت ہنوز خراب تھی۔

واپس آنے کے بعد فرداً فرداً ان سب نے جانی کو اپنی پسند سے آگاہ کیا۔ جانی سب کو قیمت بتاتا گیا اور یومی کی رضامندی سے فائن گولڈ سب کچھ لکھتا گیا۔ نام کے آگے چیز اور اسکی قیمت۔

" ایک آخری بات۔" ورجل نے کہا۔" جو کچھ آپ لوگوں نے منتخب کیا ہے آپ کا ہے مگر اسکی قیمت کی ادائیگی آپ سب کو کل ہی کرنی ہے۔ اگر یہ بات کل معلوم ہو جاتی یعنی اشتہار دینے سے قبل۔ تو آپ لوگ ابھی اور اسی وقت یہ سب چیزیں اٹھا کر لے جا سکتے تھے۔ لیکن تھوڑی سی گڑبڑ یہ ہے کہ آج اشتہار دیکھ کر متعدد دیگر افراد کے علاوہ دو افراد ایسے بھی آئے تھے جو سارا ذخیرہ یکمشت خریدنا چاہتے تھے۔ اور چونکہ مس یومی کو بھی آپ کے ارادوں کا علم نہیں تھا اسلئے انہوں نے رضامندی بھی دیدی کہ قیمت قابل قبول ہونے کی صورت میں انہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی رقم لے کر آگیا اور اس نے سارا ذخیرہ خریدنے پر آمادگی ظاہر کی تو مس یومی کے لئے انکار ممکن نہ ہوگا۔"

" لیکن ایسا کون سا لکھ پتی ہے جو یہ سب خریدنا چاہتا ہے۔" واش برن نے مایوسی سے کہا۔

" کیا وہ بھی سنگ یشب کی خرید و فروخت کرتا ہے۔" جانی بولا۔

" اسکا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے پسند کر لینے کے باجود ابھی ہم ان چیزوں کے مالک نہیں ہوئے۔" ہاردے تیز لہجے میں بولا۔

" مجبوری ہے مسٹر ہاردے۔" ورجل نے کہا۔" مس یومی زبان دے چکی ہیں۔"

ورجل ان سب کی صورتوں پر ان کے دلی جذبات پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا جو مایوسی کا شکار تھے۔

" کیا ضروری ہے کہ وہ بھی اتنی ہی قیمت لگائیں جتنی آپ حضرات نے لگائی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ لوٹ کر ہی نہ آئیں۔ ابھی سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ لیکن وہ آئے اور انہوں نے قیمت بھی زیادہ ادا کی تو مس یومی کے پاس کوئی عذر نہیں رہے گا انکار کے لئے۔" اس نے کہا۔

ایک ایک کر کے وہ سب رخصت ہونے لگے۔ سب سے پہلے ڈون واش برن گیا۔ پھر فائن گولڈ اور جانی۔ آخر میں جانے والا ہاردے تھا۔" مس یومی۔" وہ چلتے چلتے بولا۔" کیا یہ ممکن ہے کہ آج شام کسی وقت آپ سے مل سکوں۔"

" میں معذرت چاہتا ہوں مسٹر ہاردے۔" ورجل نے کہا۔ " یہ بات بتانا مجھے قطعی یاد نہیں رہا۔ مس یومی لاس اینجلز میں بدھ مذہب کے معبد جا رہی ہیں۔ مسٹر وانگ کی آخری مذہبی رسومات ادا کرنے کے بعد وہ غالباً اگلے ہفتے لوٹیں گی۔ مسٹر فائن گولڈ ان کی غیر حاضری میں ان کے وکیل کی حیثیت سے کام کرتے رہیں گے۔"

" تم پولیس والے چکر دینے کے ماہر ہوتے ہو۔" ہاردے نے کہا۔ " مجھے لگتا ہے یہ سب بھی ڈرامہ تھا۔ تم نے کسی اور مقصد کے تحت ہم سب کو طلب کیا تھا۔"

" آپ کا اندازہ بالکل درست ہے مسٹر ہاردے۔ لیکن یہ محض اتفاق ہے یا چور کی داڑھی میں تنکے والی بات۔؟ آخر یہ شبہ آپ ہی کو کیوں ہوا۔؟" ورجل نے کہا۔ گفتگو کے دوران وہ ہاردے کے راستے میں حائل ہو گیا تھا۔

" تم میری بات کا جو مطلب چاہو نکال سکتے ہو۔" ہاردے نے برہمی سے کہا۔" میرا راستہ چھوڑ دو۔"

" کیا آپ کو بہت جلدی ہے مسٹر ہاردے؟ میرا مطلب ہے کسی سے ملنے جانا ہے آپ کو یا۔ . . . کوئی ایسی ویسی بات ہے؟"

"ایسی دیسی؟ ایسی دیسی کیا بات ہو سکتی ہے؟" ہاروے نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا۔

"مثلاً یہ کہ آپ کو کسی بے وقوف کے حصص خریدنے چاہا ہو یا آپ اب اس کاروبار سے تائب ہو چکے ہیں؟" ورجل بولا۔

"آدمی گناہوں سے تائب ہوتا ہے مسٹر ورجل"

"یا اس کام سے جس میں وہ گھاٹا اٹھائے" ورجل نے پورے سکون اور اعتماد سے کہا "حصص کی خرید و فروخت کے کاروبار میں آپ کو گھاٹے کے سوا کبھی کچھ حاصل نہیں ہوا۔ آخر یہ کام آپ چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟"

ہاروے کا رنگ اڑ گیا "یہ غلط ہے"

"یہ بالکل درست ہے مسٹر ہاروے۔ آپ جو دنیا بھر کے بے وقوف لوگوں کے حصص خرید کر زیادہ قیمت پر فروخت کرنے اور دولت مند ہو جانے کے خواب دیکھتے رہے ہیں وہ ہمیشہ غلط ہوئے ہیں۔ آپ کے اندازے کبھی درست ثابت نہیں ہوئے اور ہارے ہوئے جواری کی طرح آپ نے ہر شکست کو انا کا مسئلہ بنا کر کھیل جاری رکھا کیونکہ حقیقت آپ کی توقعات کے برعکس ثابت ہوئی تھی۔ سب سے بڑے بے وقوف آپ تھے جو سب کچھ ہار جانے کے بعد بھی یہ ماننے کو تیار نہیں کہ محض اپنی حماقت سے آپ سب کچھ ہار چکے ہیں" ورجل نے کہا۔ "کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ونگ مر چکا ہے آپ نے سنگ یشب کا وہ چاقو اسکے سینے میں کیوں پیوست کیا؟" ہاروے چند لمحے ورجل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا رہا۔ وہ کسی شدید ذہنی کشمکش میں مبتلا نظر آتا تھا۔ اسکے ہاتھوں میں رعشہ تھا اور ماتھے پر پسینے کے قطرے۔

"مسٹر ہاروے۔ میں نے آپ کے ذرائع آمدنی کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں۔ حصص کے کاروبار میں آپ نے کچھ نہیں کمایا۔ کبھی اگر اتفاق سے منافع ہوا بھی تو اتنا کم کہ اس سے آپ اپنا پیٹ بھی نہیں بھر سکتے تھے لیکن اس کے باوجود آپ سنگ یشب کے خریداروں میں شامل رہے۔ یہ مہنگا شوق ہے جو محض دولت کی نہیں بلکہ حسن ذوق کی عکاسی کرتا ہے۔ دولت تو کہیں بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ قیمتی کاروں پر۔ خوبصورت عورتوں پر یا ایسے ہی عیاشی اور تفریح کے کسی مقصد پر۔ لیکن کچھ لوگ ذوق جمال کی تسکین کو بھی اہم سمجھتے ہیں۔ انہیں مصوری کے شاہکار جمع کرنے کی لگن ہوتی ہے۔ وہ نوادرات اکٹھے کرتے ہیں اور سنگ یشب کے حسن میں سنگتراش کے فنکارانہ ہاتھوں کی صناعی کا کمال تلاش کرتے ہیں۔ اسے آپ شوق کہیں یا خبط۔ وحشت کہیں سودا کہیں یا جنون۔ مگر لوگ کسی سینکڑوں سال پرانے ڈاک کے پھٹے پرانے ٹکٹ کو یا کسی زنگ خوردہ میلی دھات کے بے وقعت سکے یا کسی خستہ حال پرانی کتاب کے قلمی نسخے کو خریدنے پر لاکھوں خرچ کر دیتے ہیں۔ ان کے برعکس وہ لوگ ہیں جو ہیرے جواہرات خریدتے ہیں۔ ریس کھیلتے ہیں۔ حرم آباد کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے آپ پہلی قسم کے لوگوں میں شامل نہیں ہیں مسٹر ہاروے۔ پھر آپ کس مجبوری کے تحت وانگ کے خریداروں کی صف میں شامل ہوئے تھے جبکہ آپ کے وسائل اور آپ کے ذرائع آمدنی اس کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے"

ہاروے ایک کرسی پر بیٹھ گیا "یہ کوئی نئی بات نہیں ہے مسٹر ورجل۔ مالی مشکلات میں مبتلا ہو کر لوگوں نے اس سے بڑے بھی غلط قدم اٹھائے ہیں اور انہی غلط اقدامات کی بنا پر بلیک میل بھی ہوئے ہیں۔ حصص کی خرید و فروخت کا کاروبار جوا ہے۔ جوئے میں جیت بھی ہے اور ہار بھی اور یہ آدمی کے مقدر کی بات ہے۔ کبھی وہ کسی وجہ کے بغیر جیتنے لگتا ہے۔ یوں جیسے کسی نادیدہ قوت کا دست غیب فقط اسکے اندازوں کو درست ثابت کرنے کے لئے دنیا کے معاشی نظام کو تہ و بالا کر رہا ہے۔ اور آدمی دولت سمیٹتا جاتا ہے۔ پھر وہ وقت بھی کسی وجہ کے بغیر آ جاتا ہے جب یہ محسوس ہوتا ہے کہ اب اس دست غیب کی پشت پناہی باقی نہیں رہی اور تقدیر ساتھ چھوڑنے لگتی ہے۔ دولت رخصت ہونے لگتی ہے۔ آخر میں آدمی تنہا اور خالی ہاتھ رہ جاتا ہے اس کا کوئی دوست نہیں رہتا۔ دوست احباب اور بیوی بچے تک غیر ہو جاتے ہیں۔ مجبوراً آدمی غلط کام کرنے لگتا ہے"

"مسٹر ہاروے" کیا آپ جانتے ہیں کہ خود آپ کی زندگی محفوظ نہیں" ورجل نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ ونگ کو مارنے والوں کا شبہ مجھ پر بھی یقیناً ہوگا۔ میں فقط ایک ذ تھا لیکن سمجھنے والے مجھے بھی مجرموں میں سمجھتے ہونگے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے وانگ کے خلاف کسی سے کچھ نہیں کہا۔ وانگ کی طرح میں بھی مجبور تھا۔ سنگ یشب کا کاروبار کرنے والے اس دیانت دار اور نیک دل آدمی پر کسی کو منشیات درآمد کرنے کا شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے علم میں لائے بغیر یہ دھندا کرنے والے سنگ یشب کے نوادرات میں منشیات بھیجنے لگے اور جب اس نے ان کا آلہ کار بننے سے انکار کیا تو اسے جان سے مار دینے کی دھمکی دی۔ اسے ڈرایا کہ وہ "یومی" کو اٹھا لے جائیں گے۔ وہ زندگی کے دن پورے کر چکا تھا چنانچہ اسے اپنی زندگی سے اتنا پیار نہیں تھا جتنا اس بے سہارا لڑکی سے تھا — وہ چاہتا تھا کہ یومی اپنے قدموں پر کھڑی ہو جائے۔ اعتماد حاصل کرنے کے لئے لوگوں سے ملے۔ دنیا کو سمجھے اور اپنی حفاظت خود کر سکے

سے تک اسکا یہ آخری اندیشہ اسے مزید ارتکاب جرم سے بچا لے لیکن یومی بڑی بزدل اور سادہ لوح لڑکی تھی۔ وہ اس ماحول سے ہم آہنگ نہ ہو سکی اور وانگ احساس جرم کے بوجھ تلے دبتا گیا۔ بالآخر یہ معاملہ اسکی قوت برداشت سے باہر ہو گیا اور اس نے اپنے وکیل کی معرفت وصیت نامہ مرتب کیا جس کی رو سے سنگ یشب کا سارا ذخیرہ یومی کی ملکیت ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وانگ نے ہانگ کانگ اور سنگاپور کے بیوپار کرنے والوں کو مطلع کر دیا کہ وہ اپنا کاروبار بند کر رہا ہے کیونکہ اسے مزید دولت کی ضرورت نہیں۔ اسے واقعی دولت کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن فراہمی کرنے والوں کو ذریعہ مطلوب تھا۔ وہ سمجھ گئے کہ وانگ نے اپنی زندگی کو داؤ پر لگا کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے مال کی ترسیل کا دوسرا ذریعہ تلاش کیا اور مجھے ہدایت دیں کہ میں آخری کھیپ میں پہنچنے والا مال اٹھالوں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے وانگ کو سزا دینے کا اور اس کی زبان ہمیشہ کے لئے خاموش کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب میں وانگ سے وہ آخری چیز لینے پہنچا تو وانگ نے مجھے بتا دیا کہ وہ کاروبار ختم کر چکا ہے اور اب کچھ فروخت نہیں کرے گا۔ اس کے پاس ابھی ایک چیز باقی تھی جو اس نے سودا کر لینے کے باوجود میرے حوالے نہیں کی۔ غالباً وہ اس کو ثبوت کے طور پر پولیس کے حوالے کرنے کا ارادہ رکھتا تھا میں مایوس ہو کر لوٹ گیا۔ اگلے دن مجھے دھمکی دی گئی کہ میں ہر ممکن طریقے سے آخری چیز حاصل کر لوں ورنہ مجھے ناکامی کی سخت سزا ملے گی۔ میں سزا کا مطلب سمجھتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ جب وہ آخری چیز بھی میرے ذریعے سے پہنچ جائے گی تو آئندہ کسی کو میری ضرورت نہ رہے گی۔ ذریعہ ختم ہو جانے کے بعد صرف یہ اندیشہ رہ جائے گا کہ کبھی میں کسی کو کچھ بتا نہ دوں چنانچہ خطرہ مول لینے سے انہیں کیا حاصل۔ وہ مجھے ٹھکانے لگائے بغیر مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ سکتے تھے اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ میں وانگ کا ساتھ دوں اور ان سب کو بے نقاب کر دوں جنہوں نے وانگ کی شرافت اور میری مجبوری سے فائدہ اٹھایا۔ جان تو میری بہرصورت جانی تھی۔ کیوں نہ مرنے سے پہلے میں ان کو ٹھکانے لگا جاؤں جو اصل مجرم تھے۔ میں یہی بات سمجھانے وانگ کے گھر پہنچا۔ اسی روز ڈاک سے سنگ یشب کا ایک خنجر موصول ہوا تھا۔ جسے "یاچانگ" کہتے ہیں۔ یہ ایک اشارہ تھا۔ ذو معنی۔ وانگ چینی تھا۔ اس خنجر کے ذریعے اسے قیادت کی پیشکش کی گئی تھی۔ یعنی وہ چاہے تو اس علاقے میں گروہ کو منظم اور کنٹرول کرے۔ پہلے خنجر کا مالک فوج کو منظم کرتا تھا اب اسکی جگہ منشیات کا دھندا کرنے والوں کے گروہ کی تنظیم کا فرض اسکے سپرد کیا جا رہا تھا۔ خنجر بھیجنے کا دوسرا مطلب قتل کی دھمکی دینا تھا۔ وانگ دونوں مطلب سمجھ گیا اور اس نے مرنا قبول کیا۔ جب میں نے اس کے . . . . . "

یومی نے اچانک چیخ ماری۔ لیکن ورجل بالکل تیار تھا اور اسی وقت کے انتظار میں بالکل مستعد بیٹھا تھا۔ اگر وہ چوکس نہ ہوتا تو بارڈو کی جگہ اسکی لاش پڑی ہوتی۔ اسکی گردن کا منکا ٹوٹ جاتا یا ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جاتی یا وہ آواز نکالے بغیر گر کر مر جاتا۔ حملہ آور طاقت ور اور بجلی کی طرح پھرتیلا تھا مگر ورجل نے اس سے زیادہ تیزی دکھائی اور عین وقت پر وار روک لیا۔ اگر یہ منظر فلم پر اتارا جاتا یا بین الاقوامی مواصلاتی رابطے کے ذریعے ٹی وی پر دکھایا جاتا تو دیکھنے والوں کو جوڈو اور کراٹے کے بہترین داؤ جاننے والوں کی لڑائی دیکھنے کا موقع ملتا۔ ورجل نے اپنے حریف کو کمزور نہیں سمجھا تھا چنانچہ وہ بہت محتاط تھا۔ دونوں مدمقابل ایک دوسرے سے دور دور آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کمرے میں چکر لگاتے رہے اور غنیم کی کسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر مناسب وقت کے انتظار میں حملہ کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ بالآخر ورجل کو موقعہ ملا اور پلک جھپکتے میں اس نے چن سو کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ چن سو پھر نہ اٹھ سکا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔

ورجل نے ایک گہری سانس لی اور بارڈو کی طرف دیکھا۔ اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو رہا تھا۔ وہ چن سو پر نظریں جمائے کھڑا تھا۔ شاید تصور میں اسے درد و کرب کی شدت سے مسخ ہو جانے والے چہرے میں اپنا چہرہ نظر آ رہا تھا اور وہ تصور میں چن سو کی جگہ اپنی لاش دیکھ کر لرز رہا تھا۔ یومی بے ہوش ہو کر ایک صوفے پر لڑھک گئی تھی۔ پانی کے چند چھینٹوں میں اسے ہوش آ گیا۔ "یہ . . . . کیا . . . . یہ مر گیا؟" اس نے چن سو کی طرف خوف سے دیکھا۔ ورجل نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہی وہ تلوار تھی جو ہر وقت وانگ کے اور میرے سر پر لٹکی رہتی تھی مسٹر ورجل۔" بارڈو نے کہا۔ "اسی نے وانگ کو مارا تھا۔ آپ نے کیسے اندازہ کر لیا تھا کہ اس کی موت سنگ یشب کے خنجر سے نہیں ہوئی تھی؟"

"اس کے جسم پر ضربات کے نشان تھے مسٹر بارڈو۔ اسے مارا پیٹا گیا تھا۔ ستر سال کا بوڑھا اور کمزور آدمی اس تشدد کے باوجود زندہ رہا اور اپنی ضد پر اڑا رہا۔ مجبوراً چن سو کو اسے مار دینے کی ہدایات دی گئیں۔ جس وقت وہ سنگ یشب کے خنجر کو الماری میں رکھ چکا تھا اور یومی اس کمرے سے جا چکی تھی مگر وانگ ہنوز الماری کی طرف رخ کئے کھڑا تھا۔ قاتل نے پیچھے سے خنجر کا وار کیا۔ اصولاً وانگ کو منہ کے بل اور آگے گرنا چاہیئے تھا۔ لیکن وہ چت لیٹا تھا۔ اگر سنگ یشب

کا خنجر اس کے دل میں اتارنے کی کوشش کی جاتی تو سوکھی ہڈیوں کے پنجر کو توڑ کر اس موٹے خستہ حال کناروں والے خنجر کو دل میں پیوست کرنے کے لئے بڑی قوت سے وار کرنا پڑتا۔ شاید پھر بھی خنجر اسے صرف زخمی کرتا اور وہ دھچکے سے دور جا گرتا۔ لیکن وانگ الماری سے تیس درجے کے زاویے پر لگا قالین پر سیدھا پڑا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ جب وہ اس حالت میں لیٹا تھا کسی نے پوری طاقت صرف کر کے سنگ یشب کا خنجر اس کے دل میں اتار دیا۔" درجل نے کہا۔

"میں ... میں نہیں چاہتا تھا کہ قتل کا الزام مجھ پر آئے ... وہ مر چکا تھا اور اسے مارنے کے لئے کسی نے میرا خنجر استعمال کیا تھا چنانچہ میں نے اس کی پشت سے اپنا خنجر کھینچ لیا اور اسے سیدھا کر کے لٹا دیا۔ تاکہ شبہ سنگ یشب کے کسی کاروباری پر ہو۔ پھر میں بھاگ گیا۔" ہاروے نے کہا۔

"آپ سنگ یشب کے اس کاروباری کا نام کیوں نہیں لیتے مسٹر ہاروے۔؟" درجل نے کہا۔

♥

وانگ کا مکان اندھیرے اور خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ درجل کی ہدایات کے مطابق یومی نے سب کے سامنے کہدیا تھا کہ وہ مسٹر وانگ کی آخری مذہبی رسوم ادا کرنے لاس اینجلز جا رہی ہے۔ اب وہ اوپر کی منزل میں دم سادھے لیٹی تھی۔ درجل نے اس سے کہا تھا کہ اس کے سانس لینے کی آواز تک نہیں سنائی دینی چاہیئے۔ ہاروے کو اس نے ایک دراز کے پیچھے ریوالور دے کر چھپا دیا تھا اور خود صدر دروازے کے قریب دیوار سے چپکا کھڑا تھا۔ اسی حالت میں کھڑے کھڑے اسے دو گھنٹے ہو چکے تھے اور اس کا سارا جسم اکڑ گیا تھا لیکن وہ پرامید تھا۔ ہر آہٹ پر اس کے کان کھڑے ہو جاتے تھے۔ بالآخر رات کے دو بجے کسی نے دروازے پر دستک دی۔ دستک کی صدا بہت مدہم تھی۔ تین بار دستک دینے کے باوجود دروازہ نہ کھلا تو آنے والے نے ہینڈل کا قفل کھولنے کی کوشش کی۔ چابی لگنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی اور درجل کا دل پوری قوت سے دھڑک رہا تھا۔ دروازہ کھل گیا اور اس نے اندھیرے میں دو سائے سے دیکھے۔

"وہ واقعی گھر پر نہیں ہے۔ کیا وہ بدھ مت کی پیرو تھی؟" ایک آواز نے کہا۔

"مجھے صحیح طور پر معلوم نہیں۔ وانگ البتہ بدھ مذہب کو مانتا تھا۔ لیکن یہ چن سو کہاں مر گیا۔" دوسری آواز نے کہا۔

پین ٹارچ کی روشنی کے ننھے سے دائرے میں راستہ تلاش کرتے وہ آگے بڑھے۔ درجل سانس روکے کھڑا رہا۔ آنے والے سیدھے وانگ کے مکان کے عقبی حصے میں سنگ یشب کے نوادرات والے کمرے میں جا رہے تھے۔ سناٹے میں درجل نے کمرہ کھلنے کی اور پھر الماریوں کا شیشہ ٹوٹنے کی آواز کو واضح طور پر سنا۔ پھر ایک طویل وقفہ آیا جس میں الماریوں سے چیزیں اٹھانے کی اور الماری کا شیشہ ٹوٹنے کی صدا کے سوا کچھ سنائی نہ دیا۔ آدھے گھنٹے بعد دونوں سائے پھر نمودار ہوئے۔ عین اس وقت جب درجل کے اندازے کے مطابق ان کے لوٹنے کا وقت ہو چکا تھا درجل نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ کا سوئچ دبا دیا۔ کمرہ یکلخت جگمگا اٹھا۔ وہ دونوں بیگ ہاتھوں میں اٹھائے اپنی اپنی جگہ منجمد ہو گئے۔

"بھاگنے کی کوشش مت کرنا۔" پیچھے سے ہاروے نے کہا۔ "میرے ہاتھ میں ریوالور ہے مسٹر فائن گولڈ۔"

"مجھے معلوم تھا ہاروے کہ تم غداری کر دگے۔" جانی نے کہا۔ "ڈنگ سے پہلے چن سو کو چاہیئے تھا کہ تمہیں ٹھکانے لگاتا۔"

"غداری تو مسٹر فائن گولڈ نے بھی کی ہے۔ وانگ نے انہیں اپنا وکیل سمجھ کر ان پر اعتماد کیا تھا اور انہیں سب بتا دیا تھا۔ انہوں نے نہیں کہ وہ وصیت نامے کے بارے میں تمہیں بتا دیں اور تم سے محض شوق کی تکمیل کے لئے یہ سودا کرلیں۔ کیا معاوضہ طے ہوا تھا اس نمک حرامی کا مسٹر فائن گولڈ۔ یہی ناکہ منشیات کے پیکٹ جانی کے اور نوادرات تمہارے۔" وہ فائن گولڈ کی طرف پلٹا۔

"میرے خلاف کوئی ثبوت نہیں۔" فائن گولڈ نے بیگ نیچے پھینک دیا۔

درجل ہنسا۔ "آپ کی تمام حرکات و سکنات کو کیمرے ریکارڈ کر رہے ہیں مسٹر فائن گولڈ۔ اس وقت بھی جب آپ اندھیرے میں الماریاں توڑ توڑ کر نوادرات سمیٹ رہے تھے اندھیرے میں انفرا ریڈ شعاعوں کی مدد سے تصویر اتارنے والے کیمرے فلم بنانے میں مصروف تھے۔ اگر آپ چاہیں بھی تو انہیں تلاش نہیں کر سکتے۔ انہیں بڑی احتیاط سے فوکس کر کے چھپایا گیا تھا۔ آپ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ حساس مائکروفون تک پہنچ رہا ہے۔ اگر آپ جرأت سے کام لے کر روشنی کرتے تب بھی آپ کو کچھ نظر نہ آتا۔ یہ سب انتظام ایف بی آئی والے بھی کر سکتے تھے مگر مجھے تمہارے آنے کا یقین نہ تھا۔ مجبوراً مجھے خود۔"

"تمہیں کیسے یقین تھا کہ ہم آئیں گے۔" جانی نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"میں نے وانگ کے تین خریداروں کے ذاتی ذخیرے دیکھے تھے۔ سنگ یشب کے کل اکتیس نمونے دیکھے تھے۔ ایسے نمونے جن کی تہہ میں منشیات کے لفافے پوشیدہ ہوتے تھے باقی ڈون واش برن کے پاس تھے کچھ فائن گولڈ اور کچھ ہاروے کے پاس۔ تمہارے پاس بھی منشیات والے نمونے تھے مگر پورے اکتیس نہیں۔ میں نے حساب لگایا کہ وانگ کے ڈیڑھ سو نمونوں میں سے یقیناً ایسے اکتیس نمونے تمہارے پاس

ہونے چاہئیں۔ یا ان کی فہرست تمہارے پاس ہونی چاہیئے۔ منشیات بھیجنے والے ہر بار ایک مختلف نمونہ استعمال کرتے تھے۔ تمہیں معلوم ہوتا تھا کہ آئندہ کس قسم کے نمونے میں سے لفافہ برآمد ہوگا اور تم ہار دے کو ہدایت کر دیتے تھے کہ وہ وانگ سے فلاں چیز خرید لائے۔ وہ سوچے سمجھے بغیر وہ چیز تمہیں لا دیتا تھا۔ میں نے ان اکتیس نمونوں کی شکلیں کاغذ پر بنائیں۔ میں بہت اچھا مصور نہیں ہوں۔ چنانچہ میں نے ہر شکل پر ایک نمبر ڈال دیا۔ جب میں نے ان کو میز پر پھیلایا تو مجھے چند نمبر غائب نظر آئے۔ میں نے اندازہ کر لیا کہ اگلی کھیپ میں تمہارے مطلب کی کون سی چیز ہوگی۔ میرا خیال ہے وہ سب نہ سہی چند چیزیں اب بھی تمہارے بیگ میں ہیں۔ لیکن مجھے تصدیق کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ پولیس کا کام ہے۔"

دروازے پر دستک کے ساتھ ہی یومی اوپر سے نیچے اتر آئی اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ اندر آنے والے مسلح پولیس کے افراد تھے جن کے ساتھ لونیگن اور ڈونی بھی تھے۔

"تھینک یو مس" ڈونی نے کہا۔ "آپ نے بروقت ہمیں اطلاع دے دی۔ ایک بات اور بتا دیں۔ آپ نے وانگ کی لاش کے سرہانے سنگ یشب کے چار نمونے کیوں سجائے تھے۔؟"

یومی نے اپنا زرد پڑتا ہوا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔ ورجل نے اسے اپنے بازوؤں میں سنبھال لیا۔ وہ رو رہی تھی۔ "تم نے کوئی جرم نہیں کیا تھا یومی"۔ ورجل نے کہا۔ "تم نے تو صرف وانگ سے عقیدت کا اظہار کیا تھا۔"

"عقیدت۔؟" لونیگن نے کہا۔ "یہ کون سا طریقہ ہے عقیدت کے اظہار کا؟"

"سنگ یشب کی ایک قسم وہ بھی ہے جو چین اور جاپان میں تعزیت کے طور پر میت کے قریب رکھی جاتی تھی۔ رسم کے طور پر۔ میں نے جو کتابیں پڑھی ہیں ان میں یہی لکھا ہے۔" ورجل نے کہا۔

"میں کیا کرتی مسٹر ورجل۔" یومی روتے روتے بولی۔ "وہ خاص سنگ یشب کہاں سے لاتی۔ میں اس فرشتہ سیرت انسان کے لئے اتنا بھی نہ کرتی۔ خاص نہ سہی عام ہی سہی۔ اس کے فن اس کے شوق اور اس کی نیکی کسی خراج عقیدت کی مستحق تو تھی۔ وہ سنگ یشب کے ٹکڑے نہیں تھے مسٹر ورجل۔ میرے دل کے ٹکڑے تھے جو میں نے اس کے حضور رکھ دیئے تھے۔"

♥♥♥